

کیا سارے اصحاب «اشداء علی الکفار» «رحماء بینہم» تھے ؟ کیا اس آیت سے بیت فاطمہ س پر ہجوم کی نفی ہوسکتی ہے؟

<?xml encoding="UTF-8?>



کیا سارے اصحاب «اشداء علی الکفار» «رحماء بینہم» تھے ؟ کیا اس آیت سے بیت فاطمہ س پر ہجوم کی نفی ہوسکتی ہے؟

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ۔

والی آیت اور بیت الزہرا پر ہجوم کی نفی۔

مطالب کی فہرست :

شبہ کی وضاحت :

یہ آیت سارے اصحاب کو شامل نہیں ہے :

سارے اصحاب «اشداء علی الکفار» نہیں تھے :

سارے اصحاب «رحماء بینہم» نہیں تھے :

کیا خلفاء «اشداء علی الکفار» تھے ؟:

کیا «رحماء بینہم» عمر کو بھی شامل ہوسکتا ہے ؟:

شبہے کی وضاحت :

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں، احضرت (ص) کے اصحاب کی تعریف میں فرمایا ہے کہ یہ آپس میں مہربان تھے :

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا. الفتح / 29.

محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار پر سخت گیر اور آپس میں مہربان ہیں، آپ انہیں رکوع، سجود میں دیکھتے ہیں، وہ اللہ کی طرف سے فضل اور خوشنودی کے طلبگار ہیں سجدوں کے اثرات سے ان کے چہروں پر نشان پڑے ہوئے ہیں، ان کے یہی اوصاف توریت میں بھی ہیں اور انجیل میں بھی ان کے یہی اوصاف ہیں، جیسے ایک کھیتی جس نے (زمین سے) اپنی سوئی نکالی پھر اسے مضبوط کیا اور وہ موٹی ہو گئی پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہو گئی اور کسانوں کو خوش کرنے لگی تاکہ اس طرح کفار کا جی جلائے، ان میسے جو لوگ ایمان لائے اور اعمال صالح بجا لائے ان سے اللہ نے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے۔*

سوال :

کیا یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تمام اصحاب اور خلفا ثلاثہ کو شامل نہیں ہے ؟ کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتی ہے کہ یہ سب کفار کے مقابلے میں سخت اور آپس میں مہربان اور رحم دل تھے ؟

اب جب ایسا ہے تو کیسے ممکن ہے کہ ان اصحاب نے علی بن ابی طالب علیہ السلام کے حق کو غصب کیا ہوا اور ان کے گھر پر حملہ کر کے بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو مارا ہوا، یہاں تک کہ ان کا بچہ اسی وجہ سے سقط ہوا ہو؟

اب یہ تہمتیں کہ جو خلفا پر لگائی جاتی ہے کیا یہ قرآن کے واضح نص کے خلاف نہیں ہے ؟

اس آیت کی مختصر تفسیر [شیعہ مفسر شیخ محسن علی نجفی کی تفسیر الکواثر سے]

- اس آیت میں رسول اسلام کے ساتھیوں کے پانچ اہم ایسے اوصاف بیان ہوئے ہیں جن کی مثال دوسری آسمانی کتابوں میں بھی ہے۔ رسول اللہ کے ہم عصر مسلمانوں میں سے جن ہستیوں میں یہ اوصاف موجود ہوں، ان کے لیے یہ بہت بڑی فضیلت ہے۔ یہ ایسی فضیلت ہے جس کے لیے خود اللہ اجر عظیم کا صریح وعدہ فرما رہا ہے۔ یہ وعدہ ان لوگوں کے لیے ہے جو رسول اللہ کی معیت میں ہیں۔ معیت اور صحبت میں فرق ہے۔ صحبت ایک جگہ ساتھ پائے جانے کو کہتے ہیں، جبکہ معیت ایک مشن ایک تحریک میں ہر قدم پر ساتھ دینے کو کہتے ہیں۔ چنانچہ ان ربی یصاحبہ نہیں کہتے بلکہ إِنَّ مَعِيَ رَبِّي کہتے ہیں، إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا کہتے ہیں، چونکہ اللہ ہر قدم پر ساتھ ہوتا ہے اور وَ طَائِفَةٌ مِّنَ الَّذِينَ مَعَکَ (مزم: 20) اور ایک جماعت جو آپ کے ساتھ ہے۔ قابل توجہ نکتہ یہ

ہے کہ سورہ توبہ آیت 40 میں فرمایا: اِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۔ اس میں ساتھی کے لیے صاحبہ اور اللہ کے لیے مَعَنَا کہا۔ یعنی رسول اللہ کو ایک ساتھی کی صحبت اور اللہ کی معیت حاصل تھی۔ وہ لوگ جو ہر میدان میں رسول کے ساتھ نہیں رہے اور جنہوں نے میدان جنگ میں ایک کافر کو بھی نہیں مارا نیز جو آپس میں نہایت تند مزاجی سے پیش آئے ہوں، وہ لوگ اس آیت کے مصداق نہیں ہیں۔ اس آیت مبارکہ سے وہ موضوعاً خارج ہیں، جن پر یہ آیت صادق آتی ہے، ان پر طعن، قرآن کی نص صریح کے خلاف ہے۔ اس کا کوئی مسلمان مرتکب نہیں ہو سکتا اور جن پر یہ آیت صادق نہیں آتی ان کو آیت سے خارج سمجھنا طعن نہیں ہے۔ چنانچہ اصحاب افک میں بدری بھی شامل ہیں، جن کی سورہ نور آیت 23 میں بھرپور مذمت ہے۔ ولید بن عتبہ بھی صحابی ہے۔ سورہ حجرات آیت 6 میں اسے فاسق کہا ہے۔ اس بنا پر وَ الَّذِيْنَ مَعَهُ میں معیت مراد لینا ہو گا، صحبت نہیں۔ اسی لیے اول تو مَن بَرَاءے تبعیض ہے، چونکہ مَن بیانیہ ضمیر پر داخل نہیں ہوتا، ثانیاً اس مَن سے ہٹ کر خود قرآنی دیگر آیات اور تاریخی شواہد اس استثنا پر قطعی شاہد ہیں۔

لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ : تاکہ ان کی نشو و نما کفار کو جلائے۔ جن پر کفار جلتے ہیں ان کی رسول سے معیت ثابت ہوتی ہے۔ نہ مطلق جلنا، بلکہ رسول کی ہر قدم میں معیت کی وجہ سے جلنا۔ ایسا نہیں ہے کہ جو بھی لوگ ان پر جلتے ہوں، وہ کافر ثابت ہو جائیں۔ اصحاب ایک دوسرے پر نہ صرف جلتے تھے، مقاتلہ تک کی نوبت آتی تھی۔ اگر کسی صحابی پر جلنے والا کافر ہوتا ہے تو اس کی زد میں عصر معاویہ سے عصر عمر بن عبد العزیز تک ساری امت آجاتی ہے۔ اس نکتے کی طرف متوجہ ہو کر مفسر تھانوی نے لکھا ہے: صحابہ پر کافروں کے ذی غیظ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ جو بھی صحابہ پر ذی غیظ ہو وہ کافر ہے۔

یہ آیت سارے اصحاب کو شامل نہیں ہے :

جن آیات کے ذریعے تمام اصحاب اور خاص کر خلفا کی عدالت کو ثابت کرنے کے لئے استدلال کرتے ہیں ان میں سے ایک یہی مذکورہ آیت ہے۔ یہاں پر یہ ادعا کرتے ہیں کہ اس آیت میں تمام اصحاب کو «اشداء علی الکفار» اور «رحماء بینہم» کہا ہے اور سب کو معاف کیا ہے اور سب کے لئے نیک جزا کا وعدہ دیا ہے ۔

ہم اس قسم کے استدلال کے جواب میں کہتے ہیں :

یہ آیت کسی صورت میں بھی تمام اصحاب کی عدالت کو ثابت نہیں کرتی کیونکہ یہاں معیت سے مراد صرف جسمی معیت مراد نہیں ہے بلکہ روحی ، فکری اور ایمانی معیت مراد ہے اور اس سے مراد وہ لوگ ہیں کہ جو ان اوصاف کے مالک ہوں ۔

اللہ نے اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اصحاب کی خصوصیات بیان کی ہیں ،

آیت یہ نہیں کہہ رہی ہے کہ جو بھی آپ کے اصحاب کے نام سے مشہور ہو وہ سب ایسی خصوصیات اور صفات کے مالک ہیں ، بلکہ آیت قرآن کی نظر میں اُپ کے حقیقی اصحاب کی خصوصیات اور تعریف بیان کر رہا ہے ۔ لہذا جو بھی ان خصوصیات کے مالک ہو وہ قرآن کی نگاہ میں صحابی کہنے کے لائق ہیں اور جن میں یہ خصوصیات نہیں وہ قرآن کی نگاہ میں آپ کے حقیقی صحابی نہیں ہے ۔

دوسرے الفاظ میں یہ کہنا صحیح ہے کہ یہ آیت قرآن کی نظر میں صحابہ کا مفہوم اور معنی بیان کر رہی ہے ۔ اسی لئے صحابہ کہے جانے والے جن جن میں یہ خصوصیات موجود ہوں وہ قرآن کی نگاہ میں صحابہ ہیں۔

اگر ہم اصحاب کے نام سے معروف لوگوں کی زندگی کے بارے میں تحقیق کرے تو بہت سے اصحاب ان خصوصیات سے عاری تھے ۔

لہذا ان خصوصیات سے عاری لوگوں کو یہ آیت شامل نہیں ہوسکتی ۔ بلکہ آیت انہیں لوگوں کے لئے ہے کہ جن میں یہ قرآنی خصوصیات موجود ہوں۔

ایک اہم تفسیری نکتہ : جیسا کہ شیعہ عالم دین مرحوم مظفر نے اصول فقہ کی کتاب میں مجمل کی بحث میں اس نکتے کی طرف اشارہ کیا ہے کہ آیت کا پہلا حصہ مجمل ہے ظاہر آیت سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ سارے اصحاب عادل ہیں لیکن آیت کا آخری حصہ بتاتا ہے کہ یہ سب اصحاب کی خصوصیات نہیں ہیں ۔ جیسا کہ ”وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا“ اہل ایمان میں سے نیک عمل انجام دینے والوں کے لئے یہ فضیلتیں اور وعدے ہیں۔۔

جو نیک عمل صالح کا مالک نہ ہو اور برے کاموں کے مرکب ہوئے ہوں وہ اس آیت سے خارج ہیں ---

سارے اصحاب «اشداء علی الکفار» نہیں تھے :

اس آیت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھیوں کی خصوصیات، «اشداء علی الکفار؛ یعنی کفار کے مقابلے میں سرسخت ہونا اور سخت رویہ رکھنا» ہے ۔

اب اصحاب کی زندگی پر نظر کرے اور صدر اسلام کی جنگوں سے ان میں سے بعض کے گریزاں ہونے اور دور بھاگنے کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ سارے اصحاب اس خصوصیت کے حامل نہیں تھے ، جیسا کہ بعض اصحاب کا جنگ احد، جنگ خیبر اور جنگ حنین سے بھاگنا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تھوڑے اصحاب کے ساتھ تنہا رہنا اسی حقیقت کو بیان کرتا ہے ۔

اللہ تعالیٰ نے جنگ احد کے بارے میں اصحاب کے حوالے سے ارشاد فرمایا ہے :

إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ عَنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ. آل عمران / 155.

جو لوگ تم میں سے (اُحد کے دن) جبکہ (مومنوں اور کافروں کی) دو جماعتیں ایک دوسرے سے گتھ گئیں (جنگ سے) بھاگ گئے تو ان کے بعض افعال کے سبب شیطان نے ان کو پھسلا دیا مگر خدا نے ان کا قصور معاف کر دیا بے شک خدا بخشنے والا اور بردبار ہے

سورہ توبہ آیہ 25 میں ارشاد ہوا ہے :

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ وَ يَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئاً وَ ضَاقَتْ عَلَيْكُمْ الْأَرْضُ بِمَا

اللہ نے بہت سے موقعوں پر تم کو مدد دی ہے اور جنگ حنین کے دن جب کہ تم کو اپنی جماعت کی کثرت پر غرہ تھا تو وہ تمہارے کچھ بھی کام نہ آئی اور زمین باوجود اپنی فراخی کے تم پر تنگ ہو گئی۔ پھر تم پیٹھ پھیر گئے۔

یہ دو آیت بتاتی ہیں کہ اصحاب جنگ احد اور جنگ حنین میں بھاگ گئے تھے جبکہ جنگ حنین میں بارہ ہزار اصحاب شریک تھے۔ لیکن جنگ کے وقت سوائے بعض کے سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو تنہا چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ جبکہ بیعت رضوان کے وقت جنگ سے فرار نہ کرنے کا عہد لیا تھا۔

اب ان حقائق کے باوجود کیسے یہ کہا جاسکتا ہے کہ آپ کے تمام اصحاب «اشداء علی الکفار» تھے ؟

لہذا یہ آیت سارے اصحاب کو شامل نہیں ہے بلکہ صرف ان اصحاب کو شامل ہے کہ جو دشمن کے ساتھ ڈٹ کر مقابلہ کرتے تھے اور استقامت سے کام لیتے تھے ۔

سارے اصحاب «رحماء بینہم» نہیں تھے :

اس آیت کی رو سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کی دوسری خصوصیت ایک دوسرے کے ساتھ مہربان اور رحم دل ہونا ہے، صدر اسلام کے واقعات اور اصحاب کی زندگی کا مطالعہ کرئے تو معلوم ہوتا ہے کہ سارے اصحاب ایسے نہیں تھے ۔

اصحاب کے درمیان جنگ اور خونریزی کے واقعات اس خصوصیت کے بالکل برعکس ہے ، اسلامی دنیا کے مختلف علاقوں سے اصحاب کا مدینہ میں جمع ہونا اور جناب عثمان کو قتل کرنے والے گروہ کی سرپرستی اور لیڈری کرنا ، اسی طرح اصحاب کے درمیان ہونے والی جنگیں خاص کر جنگ جمل ، جنگ صفین اور نہروان وغیرہ اسی مطلب پر بہترین گواہ ہے ۔

ہم نے ایک مقالہ «آیہ السابقون الأولون کی تحقیق» کے ضمن میں ان اصحاب میں سے بعض کے ناموں کا ذکر کیا ہے کہ جنہوں نے جناب عثمان کے قتل میں کردار ادا کیا اور اس میں شریک رہے ۔

کیا خلفاء «اشداء علی الکفار» تھے ؟:

کیونکہ اہل سنت کا اس آیت سے استدلال کی بنیادی وجہ خلفا ثلاثہ سے دفاع اور خلفا کی طرف سے حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کے گھر پر حملہ اور ان کی شہادت کا انکار ہے۔ لہذا ہم یہاں خاص طور سے خلفا کی سیرت اور ان کی زندگی کے سلسلے میں بحث کریں گے اور یہ دیکھنے کی کوشش کریں گے کہ کیا خلفا ان خصوصیات کے حامل تھے یا نہیں؟

اصل بحث کو شروع کرنے سے پہلے مختصر طور پر جنگ سے گریز اور بھاگنے کے حکم بیان کرتے ہیں ؛

جنگ سے بھاگنے کا حکم :

یقینی طور پر میدان جنگ سے بھاگنا ایک گناہ کبیرہ ہے کہ جو عقل اور شرع دونوں کی نظر میں ایک ناپسند عمل ہے ۔

کیونکہ اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ جنگ سے بھاگنے والا اللہ کے وعدہ پر ایمان نہیں رکھتا اور اللہ کی راہ میں قربانی پیش کرنے سے دور بھاگتا ہے ۔

اور اگر اس فرار کی وجہ سے رسول اللہ صلی میدان جنگ میں تنہا ہ جائے اور کفار آپ کو شہید کر دئے تو اس کا گناہ اور زیادہ شدید ہوجاتا ہے ۔

اللہ تعالیٰ نے جنگ احد میں فرار کرنے والوں کے بارے میں فرمایا :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا إِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا زَحَفًا فَلَا تُوَلُّوهُمْ الْأَدْبَارَ. وَ مَنْ يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبْرَهُ إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَىٰ فِتْنَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ وَ مَأْوَاهُ جَهَنَّمُ وَ بُئِىَ الْمُصِيرُ. الأنفال / 15 و 16.

اے ایمان والو! جب تم کافروں سے دو بدو مقابل ہو جاؤ تو ان سے پشت مت پھیرنا

اور جو شخص ان سے اس موقع پر پشت پھیرے گا مگر ہاں جو لڑائی کے لیے پینترا بدلتا ہو یا جو (اپنی) جماعت کی طرف پناہ لینے آتا ہو وہ مستثنیٰ ہے*۔ باقی اور جو ایسا کرے گا وہ اللہ کے غضب میں آجائے گا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا وہ بہت ہی بری جگہ ہے!۔

اہل سنت کی معتبر کتابوں میں بھی ایسی بہت سی روایات موجود ہیں کہ کے مطابق جنگ سے بھاگنا حرام ہے ۔

محمد بن اسماعیل بخاری نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے :

عن أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا هُنَّ قَالَ الشِّرْكُ بِاللَّهِ وَالسَّحَرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَكْلُ الرِّبَا وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ وَالنَّوْثِيُّ يَوْمَ الرَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ.

ابوہریرہ نے رسول خدا (ص) سے نقل کیا ہے : رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ”سات گناہوں سے جو تباہ کر دینے والے ہیں، بچتے رہو۔“ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ! وہ کون سے گناہ ہیں؟ فرمایا ”اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا ‘ جادو کرنا ‘ کسی کی ناحق جان لینا کہ جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے ‘ سود کھانا ‘ یتیم کا مال کھانا ‘ جنگ سے بھاگ جانا ‘ پاک دامن بھولی بھالی ایمان والی عورتوں پر تہمت لگانا۔

البخاري الجعفي، محمد بن إسماعيل أبو عبد الله (متوفى 256هـ)، صحيح البخاري، ج 3، ص 1017، ح 2615، كتاب الوصايا، ب 23، باب قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى (إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ... و ج 6، ص 2515، ح 6465، كتاب الحدود، ب 44، باب رَمْيِ الْمُحْصَنَاتِ، تحقيق د. مصطفى ديب البغا، ناشر: دار ابن كثير، اليمامة - بيروت، الطبعة: الثالثة، 1407 - 1987.

النيسابوري، مسلم بن الحجاج أبو الحسين القشيري (متوفاي 261هـ)، صحيح مسلم، ج 1، ص 92، ح 89، كتاب الإيمان، بَاب بَيَانِ الْكِبَائِرِ وَأَكْبَرِهَا، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، ناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت.

شوکانی، نے اس حدیث کے ذیل میں نقل کیا ہے :

(وفي الحديث) دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ هَذِهِ السَّبْعَ الْمَذْكُورَةَ مِنْ كِبَائِرِ الذُّنُوبِ وَالْمَقْصُودُ مِنْ إِزَادِ الْحَدِيثِ هَا هُنَا هُوَ قَوْلُهُ فِيهِ وَالتَّوَلَّى يَوْمَ الرَّحْفِ فَإِنْ ذَلِكَ يَدُلُّ عَلَى أَنَّ الْفِرَارَ مِنَ الْكِبَائِرِ الْمُحَرَّمَ وَقَدْ ذَهَبَ جَمَاعَةٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَى أَنَّ الْفِرَارَ مِنْ مُوجِبَاتِ الْفُسْقِ.

اس حدیث میں موجود یہ سات چیزیں بڑے گناہوں میں سے ہیں اور ہمارا مقصد ان میں سے چھٹا ہے یعنی جنگ سے فرار کرنا ہے، اس کو بڑے گناہوں میں سے شمار کیا ہے اور بعض علما نے اس کو فسق کا موجب قرار دیا ہے یعنی ایسا آدمی فاسق ہوگا ۔

الشوکانی، محمد بن علی بن محمد (متوفای 1255ھ)، نیل الأوطار من أحاديث سيد الأخيار شرح منتقى الأخبار، ج 8، ص 78 - 80، ناشر: دار الجيل، بيروت - 1973.

ابن حزم اندلسی نے جنگ سے فرار کے حکم کے بیان میں کہا ہے :

مسألة، ولا يحل لمسلم أن يفرّ عن مشرك ولا عن مشركين ولو كثر عددهم أصلاً لكن ينوي في رجوعه التحيز إلى جماعة المسلمين أن رجا البلوغ، إليهم أو ينوي الكر إلى القتال فإن لمن ينو الا تولية دبره هارباً فهو فاسق ما لم يتب، قال الله عز وجل: (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا إِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا زَحَفًا فَلَا تُولُوهُمْ الْأَدْبَارَ. وَ مَنْ يُولِهِمْ يَوْمَئِذٍ ذُبُرُهُ إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَى فِئَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ وَ مَأْوَاهُ جَهَنَّمُ).

مسلمانوں کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ مشرکوں سے جنگ سے فرار اختیار کرے اگرچہ دشمنوں کی تعداد زیادہ بھی ہو اور اگر جنگ سے پیچھے ہٹے تو بھی اس نیت سے ہٹے کہ دوسروں مسلمانوں سے ملکر دوبارہ جنگ جاری رکھے گا اگر یہ نیت نہ ہو تو یہ فاسق شمار ہوگا مگر یہ کہ وہ توبہ کرے، اللہ فرماتا ہے :

اے ایمان والو! جب تم کافروں سے دو بدو مقابل ہو جاؤ تو ان سے پشت مت پھیرنا

اور جو شخص ان سے اس موقع پر پشت پھیرے گا مگر ہاں جو لڑائی کے لیے پینترا بدلتا ہو یا جو (اپنی) جماعت کی طرف پناہ لینے آتا ہو وہ مستثنیٰ ہے*۔ باقی اور جو ایسا کرے گا وہ اللہ کے غضب میں آجائے گا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا وہ بہت ہی بری جگہ ہے!۔

إبن حزم الظاهري، علي بن أحمد بن سعيد أبو محمد (متوفاي 456هـ)، المحلى، ج 7، ص 292، المسألة 923 لا يحل لمسلم أن يفر عن مشرك ولا عن مشركين ولو كثر عددهم أصلاً...، تحقيق: لجنة إحياء التراث العربي، ناشر: دار الآفاق الجديدة - بيروت.

خليفة اول اور دوم، مشرکین سے جنگ کے مخالف تھے :

جنگ بدر، تاریخ اسلام کی پہلی اور اہم ترین جنگوں میں سے ہے۔ یہ جنگ مدینہ میں اسلامی حکومت کی بنیاد مضبوط کرنے میں اہم جنگ تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے شروع میں اصحاب سے جنگ کرنے یا واپس مدینہ پلٹنے کے بارے مشورہ لیا، اہل سنت کے علما نے واضح طور پر بیان کیا ہے کہ جب آپ نے مشورہ لیا تو ابوبکر اور عمر جنگ کے مخالف تھے اور مدینہ واپس پلٹنے کا مشورہ دئے رہے تھے۔

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاوَرَ حِينَ بَلَغَهُ إِقْبَالُ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ فَتَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ فَأَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ تَكَلَّمَ عُمَرُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ فَقَالَ إِيَّانَا تُرِيدُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَمَرْتَنَا أَنْ نُخِيضَهَا الْبَحْرَ لَأَخْضَنَاهَا وَلَوْ أَمَرْتَنَا أَنْ نَضْرِبَ أَكْبَادَهَا إِلَى بَرْكِ الْغِمَادِ لَفَعَلْنَا - قَالَ - فَتَدَبَّرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ فَأَنْطَلَقُوا حَتَّى نَزَلُوا بَدْرًا---

جناب انس سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مشورہ کیا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوسفیان کے آنے کی خبر پہنچی تو ابوبکر نے گفتگو کی۔ آپ نے جواب نہ دیا، پھر عمر نے کی تب بھی آپ مخاطب نہ ہوئے۔ آخر سعد بن عبادہ (انصار کی رئیس اٹھے) اور انہوں نے کہا: آپ ہم سے پوچھتے ہیں یا رسول اللہ! قسم اللہ کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر آپ ہم کو حکم کریں کہ ہم گھوڑوں کو سمندر میں ڈال دیں تو ہم ضرور ڈال دیں اور اگر آپ حکم کریں کہ ہم گھوڑوں کو برک الغماد تک بھگا دیں۔

تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے لوگوں کو بلایا اور وہ چلے۔ یہاں تک کہ بدر میں اترے۔

النیسابوری، مسلم بن الحجاج أبو الحسین القشیری (متوفای 261ھ)، صحیح مسلم، ج 5، ص 170، ح 4513، کتاب الجہاد والسير (المغازی)، باب غزوة بدر، تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقي، ناشر: دار إحياء التراث العربي - بیروت۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ابوبکر اور عمر سے روگردانی کی اور انہیں جواب نہیں دیا تو اس کی وجہ یہ تھی کہ ان دونوں نے ایسے کلمات زبان پر لائے تھے جو کفار کی عزت اور قدرت کو بیان کرنے اور مسلمانوں کے جذبے اور قلوب کو کمزور کرنے والے کلمات تھے جیسا کہ نقل ہوا ہے:

فقال عمر بن الخطاب: يا رسول الله إنها قريش وعزها، والله ما ذلت منذ عزت ولا آمنت منذ كفرت....

عمر بن الخطاب نے کہا: یا رسول اللہ! قریش عزت والے ہیں، اللہ کی قسم جس دن سے عزت کا مالک ہوئے ہیں انہوں نے ذلت نہیں دیکھی ہے، جس وقت کافر ہوئے اس وقت سے ایمان نہیں لائے ہیں

البيهقي، أبي بكر أحمد بن الحسين بن علي (متوفای 458ھ)، دلائل النبوة ج 3، ص 107.

الذهبي، شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان، (متوفای 748ھ)، تاریخ الإسلام ووفیات المشاهیر والأعلام، ج 2، ص 106، تحقیق د. عمر عبد السلام تدمری، ناشر: دار الكتاب العربي - لبنان/ بیروت، الطبعة: الأولى، 1407ھ - 1987م.

السيوطي، عبد الرحمن بن الكمال جلال الدين (متوفاي 911هـ)، الدر المنثور، ج 4، ص 20، ناشر: دار الفكر - بيروت - 1993.

الصالحى الشامى، محمد بن يوسف (متوفاي 942هـ)، سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد، ج 4، ص 26، تحقيق: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، ناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الأولى، 1414هـ.

الحلبى، علي بن برهان الدين (متوفاي 1044هـ)، السيرة الحلبية في سيرة الأمين المأمون، ج 2، ص 386، ناشر: دار المعرفة - بيروت - 1400.

اب بنیادی سوال یہ ہے کہ جو کفار کے بارے میں ایسی سوچ اور جذبہ رکھتا ہو تو کیا، مذکورہ آیت میں موجود «اشداء علي الكفار» کی تعبیر ایسے بندے کو بھی شامل ہوگا؟

ابوبکر کا جنگ احد سے فرار ہونا :

اس میں شک نہیں ہے کہ «اشداء علي الكفار» کا جملہ کفار سے جنگ کرنے سے بھاگنے والوں کے لئے مناسب نہیں ہے۔ جبکہ خلفائ ثلاثہ جنگ احد، جنگ خیبر اور جنگ حنین میں میدان سے بھاگ نکلے تھے۔

جنگ احد میں ابوبکر کے فرار کے دلائل میں سے ایک خود جناب ابوبکر کا اعتراف ہے کہ جس کو جناب عائشہ نے نقل کیا ہے ؛

كان أبو بكر رضي الله عنه إذا ذكر يوم أحد بكى ثم قال ذاك كله يوم طلحة ثم أنشأ يحدث قال كنت أول من فاء يوم أحد فرأيت رجلاً يقاتل مع رسول الله صلى الله عليه وسلم دونه وأراه قال يحميه قال فقلت كن طلحة حيث فاتني ما فاتني فقلت يكون رجلاً من قومي أحب إلي وبين وبين المشرق رجل لا أعرفه وأنا أقرب إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم منه وهو يخطف المشي خطفا لا أخطفه فإذا هو أبو عبيدة بن الجراح فانتبهنا إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد كسرت رباعيته وشج في وجهه وقد دخل في وجنته حلقتان من حلق المغفر.

عائشہ کہتی ہے : ابوبکر جب بھی احد کو یاد کرتا وہ روتا اور کہتا: وہ طلحہ کا دن تھا، بھاگنے والوں میں سے سب سے پہلے پہنچا، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کسی کفار سے جنگ کر رہے تھے --

الطيالسي البصري، سليمان بن داود أبو داود الفارسي (متوفاي 204هـ)، مسند أبي داود الطيالسي، ج 1، ص 3، ناشر: دار المعرفة - بيروت.

الشييباني، أحمد بن حنبل أبو عبد الله (متوفاي 241هـ)، فضائل الصحابة، ج 1، ص 222، تحقيق د. وصي الله محمد عباس، ناشر: مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة: الأولى، 1403هـ - 1983م.

الأصبهاني، أبو نعيم أحمد بن عبد الله (متوفى 430هـ)، حلية الأولياء وطبقات الأصفياء، ج 1، ص 87، ناشر: دار الكتاب العربي - بيروت، الطبعة: الرابعة، 1405هـ.

المزي، يوسف بن الزكي عبدالرحمن أبو الحجاج (متوفى 742هـ)، تهذيب الكمال، ج 13، ص 417، تحقيق: د. بشار عواد معروف، ناشر: مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة: الأولى، 1400هـ - 1980م.

الذهبي، شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان، (متوفى 748هـ)، تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام، ج 2، ص 191، تحقيق د. عمر عبد السلام تدمري، ناشر: دار الكتاب العربي - لبنان/ بيروت، الطبعة: الأولى، 1407هـ - 1987م.

الصفدي، صلاح الدين خليل بن أيبك (متوفى 764هـ)، الوافي بالوفيات، ج 16، ص 273، تحقيق أحمد الأرناؤوط وتركي مصطفى، ناشر: دار إحياء التراث - بيروت - 1420هـ - 2000م.

القرشي الدمشقي، إسماعيل بن عمر بن كثير أبو الفداء (متوفى 774هـ)، البداية والنهاية، ج 4، ص 29، ناشر: مكتبة المعارف - بيروت.

حاکم نیشابوری نے اس روایت کو نقل کرنے کے بعد اس کو صحیح قرار دیا ہے:

هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه.

النيسابوري، محمد بن عبد الله أبو عبد الله الحاكم (متوفى 405هـ)، المستدرک علی الصحیحین، ج 3، ص 298، تحقيق: مصطفى عبد القادر عطا، ناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الأولى، 1411هـ - 1990م.

عمر ابن خطاب کا جنگ سے بھاگنے کا اعتراف:

ابوبکر اور عمر کے فرار کے دلائل میں سے ایک خود جناب عمر کا اعتراف ہے کہ جس کو

ابومظفر کنانی نے لباب الآداب میں اور ابن عبد البر قرطبی نے الإستذکار میں نقل کیا ہے :

عن إسماعيل بن عمر رضي الله عنه قال: لما فرض عمر رضوان الله عليه الدواوين جاء طلحة بن عبيد الله رحمه الله بنفر من بني تميم يستفرض لهم، وجاء رجل من الأنصار بسلام مصفر سقيم، فقال: من هذا الغلام؟ قال: هذا ابن أخيك البراء بن النضر، فقال عمر رضي الله عنه: مرحباً وأهلاً، وضّمه إليه، وفرض له في أربعة آلاف، فقال طلحة: يا أمير المؤمنين، انظر في أصحابي هؤلاء، قال: نعم، ففرض لهم في ستمائة ستمائة، فقال طلحة: ما رأيت كالיום شيئاً أبعد من شيء أي شيء هذا؟ فقال عمر رحمه الله عليه: أنت يا طلحة تظن أنني منزل هؤلاء بمنزلة هذا؟ إني رأيت أبا هذا جاء يوم أحد وأنا وأبو بكر قد تحدثنا أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قُتل، فقال: يا أبا بكر، ويا عمر، ما لي أراكما جالسين؟ إن كان رسول الله صلى الله عليه وسلم قُتل فإن الله حي لا يموت، ثم ولّى سيفه، فضرب عشرين ضربة، أعدها في وجهه وصدّره، ثم قُتل رحمه الله.

اسماعیل بن عمر کہتا ہے : جس وقت عمر نے حکم دیا کہ لوگ بیت المال سے اپنے حقوق لینے کے لئے اپنا اپنا

نام لکھوائے تو طلحہ بن عبد اللہ یک تمیمی شخص کے ساتھ آیا

اور اپنا نام لکھنے کے لئے کہا ۔ ایک انصاری کمزور جوان بھی آیا اور اپنا لکھنے کے لئے کہا۔

عمر نے کہا : بے کون ہے ؟ جواب دیا : آپ کے بھائی براء بن نصر کا بیٹا ہے ، عمر نے اس کو خوش آمدید کہا اور اس کو گلے ملایا اور پھر چار ہزار درہم اس کے لئے معین کیا ۔

طلحہ نے کہا : بھائیو ہمارا بھی خیال رکھنا ، ان کے لئے بھی چھ سو چھ سو مقرر ہوا ۔ طلحہ نے کہا : آج کی طرح حقوق تعین کرنے میں اتار و چڑاؤ نہیں دیکھا ہوں ۔ عمر نے کہا :

کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں تم اور تیرے دوستوں کو میرے بھائی کے بیٹے کے ساتھ ایک ہی سطح پر تم لوگوں کے برابر رکھوں ؟ احد کے دن اس کا باپ میرے اور ابوبکر کے پاس آیا اور ہم دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے شہید ہونے کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے ۔

اس نے آکر کہا : کیوں بیٹھے ہو ؟ اگر رسول اللہ (ص) شہید ہو بھی جائے تو بھی ان کا اللہ تو ہے ، آپ ان کے پاس زندہ ہیں اور مرئے نہیں ہیں ، یہ کہا اور تلوار ہاتھ میں کر کفار پر حملہ ور ہوئے اور انہوں نے کفار سے اپنے سینہ اور چہرے پر بیس رخم کھائے اور آخر کار شہید ہوئے۔

الکنانی، أسامة بن منقذ أبو المظفر (متوفای 584ھ)، لباب الآداب، ج 1، ص 54؛

النمري القرطبي، يوسف بن عبد الله بن عبد البر (متوفای 463ھ)، الاستذکار الجامع لمذاهب فقهاء الأمصار، ج 3، ص 248، تحقیق: سالم محمد عطا، محمد علي معوض، ناشر: دار الكتب العلمية، بيروت، 2000 م .

عمر کا احد کی جنگ سے فرار :

خليفة دوم نے اپنی خلافت کے زمانے میں ایک خطبہ دیا اور خطبے میں جنگ احد سے اپنے بھاگنے کا اعتراف کیا ۔

محمد بن جریر طبری نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے :

خَطَبَ عُمَرُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَقَرَأَ آلَ عِمْرَانَ، فَلَمَّا انْتَهَى إِلَى قَوْلِهِ: «إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ التَّقَى الْجَمْعَانِ»، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمَ أُحُدٍ هَزَمْنَاهُمْ فَفَرَرْتُ حَتَّى صَعِدْتُ الْجَبَلَ، فَلَقَدْ رَأَيْتُنِي أَنْزُو كَأَنِّي أَرَوِي، وَالنَّاسُ يَقُولُونَ: قُتِلَ مُحَمَّدٌ، فَقُلْتُ: لَا أَجِدُ أَحَدًا يَقُولُ قُتِلَ مُحَمَّدٌ إِلَّا قَتَلْتُهُ، حَتَّى اجْتَمَعْنَا عَلَى الْجَبَلِ، فَنَزَلْتُ: (إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ التَّقَى الْجَمْعَانِ).

عمر نے جمعہ کے دن ایک خطبہ دیا اور سورہ آل عمران کی تلاوت کی یہاں تک کہ اس آیت تک پہنچا : «وہ لوگ کہ جنہوں نے دو لشکر کے آئینہ سامنے ہوتے وقت آپ کو تنہا چھوڑا » اس کے بعد کہا : اُحُد میں جب ہم نے شکست کھائی تو میں بھاگا اور پہاڑی پر چڑھا اور مجھے ایسا لگ رہا تھا کہ گویا میں پہاڑی بکرے کی طرح اچھل کود رہا ہوں اور بہت پیاس بھی لگی تھی۔

لوگ کہہ رہے تھے : محمد قتل ہوگئے ۔میں نے کہا : جو بھی کہے کہ محمد قتل ہوئے ہیں میں اس کو قتل کر دوں گا ، یہاں تک کہ ہم پہاڑی پر جمع ہوگئے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی ۔

الطبري، محمد بن جرير، جامع البيان عن تأويل آي القرآن، ج 4، ص 144، ناشر: دار الفكر، بيروت - 1405ھ؛

الأندلسي، أبو محمد عبد الحق بن غالب بن عطية، المحرر الوجيز في تفسير الكتاب العزيز، ج 1، ص 529، تحقيق: عبد السلام عبد الشافي محمد، ناشر: دار الكتب العلمية - لبنان، الطبعة: الأولى، 1413ھ- 1993م؛

السيوطي، الحافظ جلال الدين، جامع الاحاديث (الجامع الصغير وزوائده والجامع الكبير)، ج 14، ص 529 و....

فخر رازی کہ جو اہل سنت کے بڑے مفسرین میں سے ہیں وہ لکھتے ہیں :

ومن المنهزمين عمر، الا أنه لم يكن في أوائل المنهزمين ولم يبعد، بل ثبت على الجبل إلى أن صعد النبي صلى الله عليه وسلم.

جنگ سے فرار ہونے والوں میں سے عمر بھی تھا ، البتہ شروع میں فرار کرنے والوں میں سے تو نہیں تھا ،یہ لوگ پہاڑی پر رہے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی ان سے آملے ۔

الرازي الشافعي، فخر الدين محمد بن عمر التميمي (متوفاي604ھ)، التفسير الكبير أو مفاتيح الغيب، ج 9، ص 42، ناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الأولى، 1421ھ - 2000م.

عثمان کا جنگ احد سے فرار :

ابن عبد البر کہ جو اہل سنت کے بزرگ علما میں سے ہے وہ لکھتا ہے :

وفر عثمان بن عفان وعقبة بن عثمان وسعد بن عثمان رجلا من الأنصار ثم من بني زريق حتى بلغوا الجلعب جبلا بناحية المدينة فأقاموا به ثلاثا ثم رجعوا إلى رسول الله عليه السلام....

عثمان بن عفان اورانصار میں سے دو نفر ، عقبة بن عثمان اور سعد بن عثمان اور بنی زريق کے بعض لوگ جنگ سے بھاگ گئے اور جلعب کی پہاڑی پر کہ جو مدینہ کے اطراف میں تھی، یہ لوگ تین دن رات وہیں رہے اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ کے پاس واپس پلٹے

إبن عبد البر، يوسف بن عبد الله بن محمد (متوفاي463ھ)، الاستيعاب في معرفة الأصحاب، ج 3، ص 1074، تحقيق علي محمد البجاوي، ناشر: دار الجيل - بيروت، الطبعة: الأولى، 1412ھ.

الصفدي، صلاح الدين خليل بن أيبك (متوفاي764ھ)، الوافي بالوفيات، ج 20، ص 61، تحقيق: أحمد الأرناؤوط وتركي مصطفى، ناشر: دار إحياء التراث - بيروت - 1420ھ- 2000م.

القرشي الدمشقي، إسماعيل بن عمر بن كثير أبو الفداء (متوفاي 774هـ)، البداية والنهاية، ج 4، ص 28 29، ناشر: مكتبة المعارف - بيروت.

فخر رازی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے :

ومنهم [المنهزمين] أيضا عثمان انهزم مع رجلين من الأنصار يقال لهما سعد وعقبة، انهزموا حتى بلغوا موضعا بعيدا ثم رجعوا بعد ثلاثة أيام.

عثمان اور انصار میں سے دو لوگ ، سعد اور عقبہ بھاگ گئے اور دور کسی جگہ چلے گئے اور تین دن کے بعد واپس آئے .

الرازي الشافعي، فخر الدين محمد بن عمر التميمي (متوفاي 604هـ)، التفسير الكبير أو مفاتيح الغيب، ج 9، ص 42، ناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الأولى، 1421ھ - 2000م.

بہت سے اہل سنت کے علما نے لکھا ہے کہ عثمان اور انصار کے دو نفر جنگ سے بھاگے اور تین دن کے بعد واپس آئے -

فر عثمان بن عفان وعقبة بن عثمان وسعد بن عثمان رجلان من الأنصار حتى بلغوا الجلعب جبل بناحية المدينة مما يلي الأعوص فأقاموا به ثلاثا ثم رجعوا إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال لهم لقد ذهبتم فيها عريضة.

عثمان بن عفان، عقبہ بن عثمان اور سعد بن عثمان (دو انصاری) اتنے دور بھاگے یہاں تک کہ مدینہ کے نزدیک موجود جلعب کی پہاڑی کے نزدیک پہنچے اور تین دن تک وہیں رہنے کے بعد واپس آگئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا : کتنے دور نکل گئے تھے ؟! »

الطبري، محمد بن جرير (متوفاي 310هـ)، جامع البيان عن تأويل آي القرآن، ج 4، ص 145، ناشر: دار الفكر، بيروت - 1405ھ

الطبري، محمد بن جرير (متوفاي 310هـ)، تاريخ الطبري، ج 2، ص 69، ناشر: دار الكتب العلمية - بيروت.

الجزري، عز الدين بن الأثير أبي الحسن علي بن محمد (متوفاي 630هـ)، أسد الغابة في معرفة الصحابة، ج 4، ص 63، تحقيق عادل أحمد الرفاعي، ناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت / لبنان، الطبعة: الأولى، 1417ھ - 1996م؛

القرشي الدمشقي، إسماعيل بن عمر بن كثير أبو الفداء (متوفاي 774هـ) السيرة النبوية، ج 3، ص 55 ؛

العسقلاني الشافعي، أحمد بن علي بن حجر أبو الفضل (متوفاي 852هـ) المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية، ج 17، ص 347، تحقيق: د. سعد بن ناصر بن عبد العزيز الشثري، ناشر: دار العاصمة / دار الغيث، الطبعة: الأولى، السعودية - 1419ھ .

ابوبکر اور عمر کا جنگ خیبر سے بھاگنا :

سیوطی اور اہل سنت کے بہت سے بزرگان نے نقل کیا ہے :

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَارَ رَسُولُ اللَّهِ إِلَى خَيْبَرَ، فَلَمَّا أَتَاهَا رَسُولُ اللَّهِ بَعَثَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَمَعَهُ النَّاسُ إِلَى مَدِينَتِهِمْ وَإِلَى قَصْرِهِمْ فَقَاتَلُوهُمْ، فَلَمْ يَلْبَثُوا أَنْ هَرَمُوا عُمَرَ وَأَصْحَابَهُ، فَجَاءَ يَجْبُثُهُمْ وَيَجْبُثُونَهُ، فَسَاءَ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ: لَأُبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ رَجُلًا يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، وَيُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ، يُقَاتِلُهُمْ حَتَّى يَفْتَحَ اللَّهُ لَهُ، لَيْسَ بِفَرَّارٍ، فَتَطَاوَلَ النَّاسُ لَهَا، وَمَدُّوا أَعْنَاقَهُمْ يَرُونَهُ أَنْفُسَهُمْ رَجَاءَ مَا قَالَ، فَمَكَثَ رَسُولُ اللَّهِ سَاعَةً فَقَالَ: أَيَنْ عَلِيٍّ؟ فَقَالُوا: هُوَ أَرْمَدُ، قَالَ: ادْعُوهُ لِي، فَلَمَّا أَتَيْتُهُ فَتَحَ عَيْنِي، ثُمَّ تَقَلَّ فِيهَا، ثُمَّ أَعْطَانِي اللِّوَاءَ فَأَنْطَلَقْتُ بِهِ سَعْيًا خَشِيَةً أَنْ يُحْدِثَ رَسُولُ اللَّهِ فِيهَا حَدَثًا أَوْ فِيَّ، حَتَّى أَتَيْتُهُمْ فَقَاتَلْتُهُمْ، فَبَرَزَ مَرْحَبٌ يَرْتَجِزُ، وَبَرَزْتُ لَهُ أَرْتَجِزُ كَمَا يَرْتَجِزُ حَتَّى التَّقَيْنَا، فَقَتَلَهُ اللَّهُ بِيَدِي، وَانْهَرَمَ أَصْحَابُهُ، فَتَحَصَّنُوا وَأَغْلَقُوا الْبَابَ، فَأَتَيْنَا الْبَابَ، فَلَمْ أَزَلْ أَعَالِجُهُ حَتَّى فَتَحَهُ اللَّهُ. (ش، والبخار، وسنده حسن) .

علي عليه السلام نے فرمایا : رسول خدا (ص) خیبر کی طرف جنگ کرنے گئے ، زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ عمر اور ان کے ساتھی بھاگ گئے اور پھر واپس آئے ، عمر ساتھیوں پر ڈریوک ہونے کا الزام لگا رہا تھا اور ان کے ساتھی ان پر ڈریوک ہونے کا الزام لگا رہے تھے ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ناراض ہوئے اور فرمایا: میں اس شخص کو جنگ کے لئے بھیج رہا ہوں کہ جو اللہ اور اللہ کے رسول ص سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اللہ کے رسول ان سے محبت کرتے ہیں وہ اہل خیبر سے جنگ کریں گے یہاں تک کہ فاتح واپس پلٹیں گے ۔

لوگوں نے گردنیں موڑ موڑ کر دیکھنا شروع کیا تاکہ یہ دیکھ سکے کہ سعادت کس کو نصیب ہوگی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کچھ دیر کے بعد فرمایا : علی کہاں ہیں ؟ جواب دیا : آپ کی آنکھوں میں تکلیف ہے ، فرمایا : انہیں بلا لائے ۔ اور جب حضرت علی علیہ السلام ان کے پاس پہنچے تو آپ نے ان کی آنکھوں پر لعاب دھن لگایا اور پرچم ان کے ہاتھ میں دیا ۔

علی علیہ السلام سے نقل ہے : میں نے بھی جلدی حرکت کی ۔۔ اور دشمن سے جنگ کرنا شروع کیا مرحب میدان میں آیا میں نے اس نے رجز پڑھنا شروع کیا میں بھی میدان میں گیا اور رجز پڑھا اور اس سے جنگ کرنا شروع کیا، یہاں تک کہ اللہ نے یہدیوں کے اس مشہور پہلوان کو میرے ہاتھوں اس کے انجام کو پہنچایا ، اس کے دوست و احباب متفرق ہوئے اور قلعے کی طرف بھاگ نکلے اور قلعے کے دروازوں کو بند کیا ، میں قلعے کے پیچھے گیا اور اتنا زور دیا کہ اللہ نے دروازہ کھولا ۔

اس روایت کی سند بھی حسن ہے ۔

إبن أبي شيبة الكوفي، أبو بكر عبد الله بن محمد (متوفاي235 هـ)، الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار، ج 7، ص 396، ح 36894، تحقيق: كمال يوسف الحوت، ناشر: مكتبة الرشد - الرياض، الطبعة: الأولى، 1409هـ.

البخار، أبو بكر أحمد بن عمرو بن عبد الخالق (متوفاي292هـ)، البحر الزخار، ج 11، ص 327، ح 5140، تحقيق: د.

محفوظ الرحمن زين الله، ناشر: مؤسسة علوم القرآن، مكتبة العلوم والحكم - بيروت، المدينة، الطبعة: الأولى، 1409ھ۔

جامع الاحاديث (الجامع الصغير وزوائده والجامع الكبير)، الحافظ جلال الدين السيوطي، ج 16، ص 135، ح 7406 و كتاب المصنف في الأحاديث والآثار، ابن أبي شيبه الكوفي، و البحر الزخار (مسند بزار) أحمد بن عمرو البزار (متوفاي 292ھ)، و...

حاکم نیشابوری، نے اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے :

هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه.

النيسابوري، محمد بن عبدالله أبو عبدالله الحاكم (متوفاي 405 ھ)، المستدرک علی الصحیحین، ج 3، ص 40، ح 4340، تحقیق: مصطفیٰ عبد القادر عطا، ناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الأولى، 1411ھ - 1990م

ھیثمی نے مجمع الزوائد میں لکھا ہے :

رواه البزار وفيه نعيم بن حكيم وثقه ابن حبان وغيره وفيه لين.

الهيثمی، علي بن أبي بكر (متوفاي 807 ھ)، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ج 6، ص 151، ناشر: دار الريان للتراث / دار الكتاب العربي - القاهرة، بيروت - 1407ھ۔

نعيم بن حكيم بخاری کے راویوں میں سے ہے اور یحییٰ بن معین نے اس کی توثیق کی ہے -

مزى نے تهذيب الكمال میں لکھا ہے :

وقال عبد الخالق بن منصور، عن يحيى بن معين: ثقة. وكذلك قال العجلي... روى له البخاري في كتاب " رفع اليدين في الصلاة "، وأبو داود النسائي في " خصائص علي "، وفي " مسنده ".

عبد الخالق بن منصور نے یحییٰ بن معین سے نقل کیا ہے کہ نعيم بن حكيم ثقہ ہے ، عجلۃ نے بھی یہی کہا ہے ، بخاری نے اپنی کتاب رفع اليدين في الصلاة میں، ابوداود اور نسائی نے خصائص علي اور اپنی مسند میں اس سے روایت نقل کیا ہے .

المزي، يوسف بن الزكي عبدالرحمن أبو الحجاج (متوفاي 742ھ)، تهذيب الكمال، ج 29، ص 465، تحقيق د. بشار عواد معروف، ناشر: مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة: الأولى، 1400ھ - 1980م.

ذهبی نے اس کے بارے میں کہا ہے :

نعيم بن حكيم المدائني، عن أبي مريم الثقفي، وعنه القطان، وشبابه، ثقة، مات 148.

نعيم بن حكيم نے ابومريم ثقفي سے روایت نقل کیا ہے اور قطان اور شباہہ نے اس سے روایت نقل کیا ہے اور

(نعیم بن حکیم) قابل اعتماد ہے اور 148 ہجری کو دنیا سے چلا گیا ہے ۔

الذهبي، شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان، (متوفاي748هـ)، الكاشف في معرفة من له رواية في الكتب الستة، ج 2، ص 323، شماره: 5855، تحقيق محمد عوامة، ناشر: دار القبلة للثقافة الإسلامية، مؤسسة علو - جدة، الطبعة: الأولى، 1413هـ - 1992م.

لہذا اس روایت کی سند بالکل صحیح ہے ۔

ذہبی نے اپنی کتاب تاریخ الإسلام میں لکھا ہے :

عن عبد الرحمن بن أبي ليلى قال: كان علي يلبس في الحر والشتاء القباء المحشو الثخين وما يبالي الحر، فأتاني أصحابي فقالوا: إنا قد رأينا من أمير المؤمنين شيئاً فهل رأيته فقلت: وما هو قالوا: رأينا يخرج علينا في الحر الشديد في القباء المحشو وما يبالي الحر، ويخرج علينا في البرد الشديد في الثوبين الخفيفين وما يبالي البرد، فهل سمعت في ذلك شيئاً فقلت: لا.

فقالوا: سل لنا أباك فإنه يسمر معه. فسألته فقال: ما سمعت في ذلك شيئاً. فدخل عليه فسمر معه فسأله فقال علي: أو ما شهدت معنا خبير قال: بلى. قال: فما رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم حين دعا أبا بكر فعقد له وبعثه إلى القوم، فانطلق فلقي القوم، ثم جاء بالناس وقد هزموا فقال: بلى. قال: ثم بعث إلى عمر فعقد له وبعثه إلى القوم، فانطلق فلقي القوم فقاتلهم ثم رجع وقد هزم، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم عند ذلك: لأعطين الراية رجلاً يحب الله ورسوله ويحب الله ورسوله يفتح الله عليه غير فرار فدعاني فأعطاني الراية، ثم قال: اللهم اكفه الحر والبرد، فما وجدت بعد ذلك حراً ولا برداً.

عبد الرحمن بن أبي ليلى کہتا ہے کہ : علي (عليه السلام) گرمیوں اور سردی کے موسم میں بھی موٹا کپڑا پہنتے تھے اور گرمی کی پروا نہیں کرتے تھے ،میرے دوست آئے اور مجھ سے کہا : ہم امیر المومنین علیہ السلام میں ایک عجیب چیز دیکھ رہے ہیں کہ آپ گرمیوں میں موٹا لباس پہنتے ہیں اور سردیوں میں نازک لباس ، ان لوگوں نے مجھ سے کہا : کیا آپ نے اس بارے میں کچھ سنا ہے ؟

میں نے کہا : نہیں ۔ ان لوگوں نے کہا : آپ کے والد کیونکہ ان کے ساتھ رہتے تھے ،ان سے پوچھنا ۔میں نے اپنے والد سے پوچھا ،انہوں نے بھی کہا: مجھے معلوم نہیں ۔

لیکن میرے والد خود حضرت علی علیہ السلام کے پاس گئے اور ان سے پوچھا ،انہوں نے جواب دیا : کیا خیبر میں ہمارے ساتھ نہیں تھے ؟ کہا : جی ہاں میں بھی تھا ۔ پھر فرمایا : کیا خیبر میں نہیں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ابوبکر کو کچھ لوگوں کے ساتھ جنگ کے لئے بھیجا ،لیکن شکست کھا کر واپس پلٹے ،پھر آپ نے عمر کو روانہ کیا وہ بھی اسی طرح واپس پلٹا ؟ میں نے کہا : جی میں نے یہ دیکھا ہے ۔

اس کے بعد رسول اللہ (ص) نے فرمایا :

کل میں علم اس شخص کو دوں گا جو اللہ اور اللہ کے رسول ص سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اللہ کے رسول

ان سے محبت کرتے ہیں اور خیبر ان کے ہاتھ سے فتح ہوگا۔ پھر مجھے آواز دی اور علم میرے ہاتھ میں دیا اور میرے لئے یوں دعا کی ؛ اے اللہ انہیں سردی اور گرمی سے بچائے۔ اس دعا کے بعد سے آج تک سردی اور گرمی کا مجھ پر اثر نہیں ہوتا اور سردی اور گرمی میرے لئے نقصان دہ نہیں ہے۔

الذہبی، شمس الدین محمد بن أحمد بن عثمان، (متوفی 748ھ)، تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام، ج 2، ص 412، تحقیق د. عمر عبد السلام تدمری، ناشر: دار الكتاب العربی - لبنان/ بیروت، الطبعة: الأولى، 1407ھ - 1987م۔

إبن أبي شیبة الکوفی، أبو بکر عبد الله بن محمد (متوفی 235ھ)، الكتاب المصنف فی الأحادیث والآثار، ج 6، ص 367، ح 32080، تحقیق: کمال یوسف الحوت، ناشر: مكتبة الرشد - الرياض، الطبعة: الأولى، 1409ھ۔

سیوطی اور متقی ہندی نے اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے :

(ش، حم، ه، والبزار وابن جریر وصَحَّحَهُ، طس، ك، ق فی الدلائل، ض)۔

السیوطی، الحافظ جلال الدین، جامع الاحادیث (الجامع الصغیر وزوائد الجامع الکبیر)، ج 16، ص 243؛

الهندي، علاء الدین علی المتقی بن حسام الدین (متوفی 975ھ)، کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال، ج 13، ص 53، تحقیق: محمود عمر الدمیاطی، ناشر: دار الکتب العلمیة - بیروت، الطبعة: الأولى، 1419ھ - 1998م۔

حاکم نیشابوری نے المستدرک، میں اس کو امیر المومنین ع سے نقل کرنے کے بعد لکھا ہے :

عن أبي لیلی عن علي أنه قال يا أبا لیلی أما كنت معنا بخيبر قال بلى والله كنت معكم قال فإن رسول الله صلى الله عليه وسلم بعث أبا بكر إلى خيبر فसार بالناس وانهزم حتى رجع.

هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

علي (عليه السلام) نے ابولیلی سے فرمایا : کیا تم خیبر میں نہیں تھا؟ کہا: جی میں بھی تھا اللہ کی قسم آپ کے ساتھ تھا ، علي (عليه السلام) نے فرمایا : رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے بعض کو ابوبکر کی کمانڈری میں خیبر فتح کرنے کے لئے روانہ فرمایا، لیکن یہ لوگ شکست کھا کر واپس پلٹے ۔

اس روایت کی سند صحیح ہے لیکن بخاری اور مسلم نے اس کو نقل نہیں کیا ہے ۔

النيسابوري، محمد بن عبدالله أبو عبدالله الحاكم (متوفی 405ھ)، المستدرک علی الصحيحین، ج 3، ص 39، تحقیق: مصطفى عبد القادر عطا، ناشر: دار الکتب العلمیة - بیروت، الطبعة: الأولى، 1411ھ - 1990م

رسول اللہ (ص) ابوبکر اور عمر کے بھاگنے سے ناراض ہوئے :

ایجی نے المواقف میں نقل کیا ہے :

روي أنه صلى الله عليه وسلم بعث أبا بكر أولاً فرجع منهزماً وبعث عمر فرجع كذلك فغضب النبي صلى الله عليه وسلم لذلك فلما أصبح خرج إلى الناس ومعه راية فقال (لأعطين..) إلى آخره.

نقل ہوا ہے کہ رسول اللہ (ص) نے پہلے ابوبکر کو خیبر فتح کرنے کے لئے روانہ فرمایا، وہ شکست کھا کر واپس پلٹے، پھر عمر کو بھیجا وہ بھی شکست کھا کر واپس پلٹے، پیغمبر (ص) ناراض ہوئے، اگلے دن صبح کے وقت آپ کے ہاتھ میں پرچم تھا اور آپ نے فرمایا »

الإيجي، عضد الدين (متوفاي756هـ)، كتاب المواقف، ج 3، ص 634، تحقيق: عبد الرحمن عميرة، ناشر: دار الجيل، لبنان، بيروت، الطبعة: الأولى، 1417هـ، 1997م.

القاضي الجرجاني، علي بن محمد (متوفاي 816هـ)، شرح المواقف، ج 8، ص 369. ناشر: مطبعة السعادة - مصر، الطبعة الأولى، 1325هـ - 1907 م.

عمر کا جنگ حنین سے بھاگنا :

محمد بن اسماعیل بخاری نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے :

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حُنَيْنٍ، فَلَمَّا التَّقَيْنَا كَانَتْ لِلْمُسْلِمِينَ جَوْلَةٌ، فَرَأَيْتُ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ عَلَا رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَاسْتَدْرْتُ حَتَّى أَتَيْتُهُ مِنْ وَرَائِهِ حَتَّى ضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ عَلَى حَبْلِ عَاتِقِهِ، فَأَقْبَلَ عَلَيَّ فَضَمَّنِي صَمَةً وَجَدْتُ مِنْهَا رِيحَ الْمَوْتِ، ثُمَّ أَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَأَرْسَلَنِي، فَلَحِقْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقُلْتُ مَا بَالُ النَّاسِ قَالَ أَمَرُ اللَّهُ، ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ رَجَعُوا....

ابوقتادہ نے بیان کیا کہ غزوہ حنین کے سال ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے۔ پھر جب ہمارا دشمن سے سامنا ہوا تو (ابتداء میں) اسلامی لشکر ہارنے لگا۔ اتنے میں میں نے دیکھا کہ مشرکین کے لشکر کا ایک شخص ایک مسلمان کے اوپر چڑھا ہوا ہے۔ اس لیے میں فوراً ہی گھوم پڑا اور اس کے پیچھے سے آ کر تلوار اس کی گردن پر ماری۔ اب وہ شخص مجھ پر ٹوٹ پڑا، اور مجھے اتنی زور سے دبایا کہ میری روح قبض ہونے کو تھی۔ آخر جب وہ مر گیا، تب کہیں جا کر اس نے مجھے چھوڑا۔ اس کے بعد مجھے عمر بن خطاب ملے، تو میں نے ان سے پوچھا کہ مسلمان اب کس حالت میں ہیں؟ انہوں نے کہا کہ جو اللہ کا حکم تھا وہی ہوا۔

البخاري الجعفي، محمد بن إسماعيل أبو عبد الله (متوفاي256هـ)، صحيح البخاري، ج 4 ص 58، ح3142، كتاب فرض الخمس، ب 18، باب مَنْ لَمْ يُخَمَّسِ الْأَسْلَابُ وَ ج 5 ص 100، كتاب المغازی، ب 54، باب قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى (وَيَوْمَ حُنَيْنٍ... ح 4321، تحقيق: د. مصطفى ديب البغا، ناشر: دار ابن كثير، اليمامة - بيروت، الطبعة: الثالثة، 1407هـ - 1987م.

صالحی شامی نے سبل الہدی میں لکھا ہے :

وكان المسلمون بلغ أقصى هزيمتهم مكة، ثم كروا بعد وتراجعوا، فاسهم لهم رسول الله، صلى الله عليه وسلم، جميعا، وكانت أم الحارث الانصارية آخذة بخطام جمل الحارث زوجها، وكان يسمى المجسار فقالت: يا حار أترك رسول الله، صلى الله عليه وسلم، والناس يولون منهزمين؟ وهي لا تفارقه، قالت: فمر علي عمر بن الخطاب فقلت: يا عمر ما هذا؟ قال: أمر الله تعالى.

الصالحى الشامى، محمد بن يوسف (متوفى 942هـ)، سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد، ج 5، ص 331، تحقيق: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، ناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الأولى، 1414هـ.

جنگ حنین میں بعض مسلمان بھاگ نکلے، یہاں تک کہ بعض مدینہ پہنچ گئے اور پھر واپس پلٹے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان میں سے ہر ایک کے لئے ایک حصہ دیا، امّ حارث انصاری نے اپنے شوہر کی سواری کہ جس کا نام مجسار تھا، اس کا مہار پکڑا اور کہا: اے حارث! کیا تو نے رسول اللہ ص کو تنہا چھوڑا؟ سب لوگ بھاگ رہے تھے لیکن یہ عورت اپنے شوہر کو نہیں چھوڑ رہی تھی، خود وہ کہتی ہے، عمر ہمارے سامنے سے بھاگ رہا تھا میں نے کہا: اے عمر یہ کیا کام ہے جو تم کر رہے ہو؟ عمر نے کہا: یہ اللہ کا فرمان ہے۔

ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں، عینی نے عمدة القاری میں، شوکانی نے نیل الأوطار میں اور عظیم آبادی نے عون المعبود میں، عمر کے اس قول کی وجہ میں لکھا ہے:

قوله (أمر الله) أي حكم الله وما قضى به.

«امر الله» کا معنی یہ ہے کہ اس وقت قضا و قدر الہی یہ ہے کہ ہم بھاگیں۔

العسقلانی الشافعی، أحمد بن علي بن حجر أبو الفضل (متوفى 852هـ)، فتح الباری شرح صحيح البخاري، ج 8، ص 29، تحقيق: محب الدين الخطيب، ناشر: دار المعرفة - بيروت.

العيني، بدر الدين محمود بن أحمد (متوفى 855هـ)، عمدة القاري شرح صحيح البخاري، ج 17، ص 299، ناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت.

العظيم آبادي، محمد شمس الحق (متوفى 1329هـ)، عون المعبود شرح سنن أبي داود، ج 7 ص 275، ناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الثانية، 1995م.

اگر عمر کی اس بات کو قبول کرے، تو دنیا میں کوئی بھی گناہ گار دنیا میں باقی نہیں رہے گا کیونکہ سب اپنے گناہوں کی اس طرح توجیہ کر سکتا ہے۔ البتہ ممکن ہے عمر کا مقصود یہ ہو کہ اس وقت اللہ کا حکم یہ ہے کہ ہم جنگ سے بھاگ نکلے، جیسا کہ عینی نے عمدة القاری میں ایک اور جگہ پر لکھا ہے:

(قال: أمر الله)، أي: قال عمر: جاء أمر الله تعالى.

العيني، بدر الدين محمود بن أحمد (متوفى 855هـ)، عمدة القاري شرح صحيح البخاري، ج 15، ص 68، ناشر: دار

اگر یہی معنی ہو تو اس سے مسئلہ اور زیادہ خراب ہوگا کیونکہ نہ صرف جنگ سے بھاگ رہا ہے بلکہ اپنے اس کام کو اللہ کا حکم کہہ کر اس کام کو اللہ کی طرف نسبت دے رہا ہے،

اب اولاً: یہ بات اللہ کے حکم کی خلاف ورزی ہے، جنگ سے بھاگ نکلا تو اس پر اللہ ناراض ہوگا اور وہ اللہ غیض و غضب کا شکار ہوگا :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا إِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا زَحَفُوا فَلَا تُولُوهُمْ الْأَدْبَارَ.

وَمَنْ يُؤَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَىٰ فِتْنَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ وَ مَأْوَاهُ

اے ایمان والو! جب تم کافروں سے دو بدو مقابل ہو جاؤ تو ان سے پشت مت پھیرنا

اور جو شخص ان سے اس موقع پر پشت پھیرے گا مگر ہاں جو لڑائی کے لیے پینترا بدلتا ہو یا جو (اپنی) جماعت کی طرف پناہ لینے آتا ہو وہ مستثنیٰ ہے*۔ باقی اور جو ایسا کرے گا وہ اللہ کے غضب میں آجائے گا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا وہ بہت ہی بری جگہ ہے!!۔

ثانیاً: یہ وہی جاہلانہ اور مشرکوں کا طرز فکر ہے جہاں یہ لوگ اپنے ایمان نہ لانے کو مشیت الہی قرار دیتے ہیں :

سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَمْنَا مِنْ شَيْءٍ كَذَلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتَّىٰ ذَاقُوا بَأْسَنَا قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ أَنْتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ. الانعام: 6/148.

جو لوگ شرک کرتے ہیں وہ کہیں گے کہ اگر اللہ چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا شرک کرتے اور نہ ہم کسی چیز کو حرام ٹھہراتے۔ اسی طرح ان لوگوں نے تکذیب کی تھی جو ان سے پہلے تھے یہاں تک کہ ہمارے عذاب کا مزہ چکھ کر رہے کہدو کیا تمہارے پاس کوئی سند ہے اگر ہے تو اسے ہمارے سامنے لاؤ۔ تم لوگ تو بس گمان کے پیچھے چلتے اور اٹکل کے تیر چلاتے ہو۔

عمر بن خطاب کفار سے ڈرتا تھا :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عمر ابن خطاب کو کفار مکہ کی طرف بھیجنا چاہا تو عمر نے یہ کہہ کر جانے سے انکار کیا : مجھے قریش سے اپنی جان کا خطرہ ہے۔

فَدَعَا عُمَرَ لِيُبْعَثَهُ إِلَىٰ مَكَّةَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَخَافُ فُرَيْشًا عَلَىٰ نَفْسِي وَلَيْسَ بِهَا مِنْ بَنِي عَدِيٍّ أَحَدٌ يَمْنَعُنِي وَقَدْ عَرَفْتُ فُرَيْشَ عَدَاوَتِي وَإِيَّاهَا وَغِلَظَتِي عَلَيْهَا وَلَكِنْ أَدُلُّكَ عَلَىٰ رَجُلٍ هُوَ أَعَزُّ مِنِّي عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ قَالَ فَدَعَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَهُ إِلَىٰ فُرَيْشٍ يُخْبِرُهُمْ أَنَّهُ لَمْ يَأْتِ لِحَرْبٍ.....

مسند أحمد (4/ 324): المؤلف : أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني(المتوفى :

241هـ) الناشر : عالم الكتب - بيروت الطبعة : الأولى ، 1419هـ - 1998 م عدد الأجزاء : 6

استاد عبد الکریم مصری نے ابوبکر اور عثمان کی شجاعت کا انکار کیا ہے :

استاد عبد الکریم الخطیب مصری، کہ جو ریاض میں 1973 سے 1975 تک علوم تفسیر یونیورسٹی کا استاد تھا، وہ ابوبکر کی شجاعت کے بارے لکھتا ہے :

فأبو بكر لم يعرف عنه أنه كان ذا مكانة معروفة في مواقع القتال.

یہ کہ ابوبکر جنگوں میں کوئی خاص حیثیت رکھتا تھا، ایسی چیز ہے جو معلوم نہیں ہے .

الخطیب، عبد الکریم، عمر بن الخطاب، ص 186، ط مصر، 1961م

اسی طرح اپنی ایک اور کتاب میں لکھتا ہے :

فحسان ابن ثابت (رضي الله عنه) لم يكن من المحاربين المعدودين في ميادين الحرب والنضال، ومثله غير واحد من صحابة الرسول كأبي بكر، وعثمان....

حسان بن ثابت، اور دوسرے بہت سے اصحاب جیسے ابوبکر و عثمان وغیرہ میدان جنگ کے شہسوار نہیں تھے -

الخطیب، عبد الکریم، علي بن أبي طالب بقية النبوة وخاتم الخلافة، ص 130 - 133، ناشر: مطبعة السنة المحمدية، ط مصر، الطبعة الأولى، 1386ھ .

ابوبکر نے کسی جنگ میں کوئی خاص کار نامہ انجام نہیں دیا ہے :

اس سلسلے کے آخری بحث میں مناسب ہے کہ اُبی الحدید کی وہ بات نقل کی جائے جو انہوں نے اپنے استاد ابوجعفر اسکافی سے نقل کیا ہے :

وهو أضعف المسلمين جنائاً، وأقلهم عند العرب ترّةً، لم يرم قط بسهم، ولا سل سيفاً، ولا أراق دمّاً.

اُبو بکر عقل کے لحاظ سے سب سے ضعیف تھا اور شجاعت کے لحاظ سے بھی نچلے درجے کا تھا، نہ تلور چلائی نہ کسی کا خون بہایا -

إبن أبي الحديد المدائني المعتزلي، أبو حامد عز الدين بن هبة الله بن محمد بن محمد (متوفاي 655 هـ)، شرح نهج البلاغة، ج 13، ص 170، تحقيق محمد عبد الكريم النمري، ناشر: دار الكتب العلمية - بيروت / لبنان، الطبعة: الأولى، 1418ھ - 1998م.

الجاحظ، أبي عثمان عمرو بن بحر (متوفاي 255ھ)، العثمانية، ص 230، ناشر: دار الكتب العربي - مصر.

ابن تیمیہ کی نگاہ میں شجاعت کا معنی :

جب ابن تیمیہ یہ دیکھتا ہے کہ ابوبکر نے کسی جنگ میں کوئی خاص کردار ادا نہیں کیا ہے اور رسول اللہ ص کے زمانے کی کسی جنگ میں بھی کسی کافر کو قتل نہیں کیا ہے تو اس کی توجیہ میں لکھتا ہے :

والقتال يكون بالدعاء كما يكون باليد قال النبي صلى الله عليه وسلم هل ترزقون وتنصرون إلا بضعفائكم بدعائهم وصلاتهم وإخلاصهم.

جنگ جس طرح سے ہاتھ ہوتی ہے ، کبھی دعا سے بھی ہوتی ہے جیسا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ (وآلہ) نے فرمایا : کیا ایسا نہیں ہے کہ لوگ دعا اور اخلاص کے ساتھ راز و نیاز سے اپنے ضعیفوں کو رزق و روزی دیتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ؟.

الحراني، أحمد بن عبد الحليم بن تيمية أبو العباس (متوفاي728هـ)، منهاج السنة النبوية، ج4، ص 482، تحقيق د. محمد رشاد سالم، ناشر: مؤسسة قرطبة، الطبعة: الأولى، 1406هـ.

ایک اور جگے پر «شجاعت» کے معنی میں تحریف کرتے ہوئے لکھتا ہے :

إذا كانت الشجاعة المطلوبة من الأئمة شجاعة القلب، فلا ريب أن أبا بكر كان أشجع من عمر، وعمر أشجع من عثمان وعلي وطلحة والزبير، وكان يوم بدر مع النبي في العريش.

الحراني، أحمد بن عبد الحليم بن تيمية أبو العباس (متوفاي728هـ)، منهاج السنة النبوية، ج 8، ص 79، تحقيق د. محمد رشاد سالم، ناشر: مؤسسة قرطبة، الطبعة: الأولى، 1406هـ.

اگر لیڈروں کی شجاعت سے مراد قلبی شجاعت ہو تو ابوبکر ، عمر سے زیادہ شجاع تھا اور عمر عثمان ، علی اور طلحہ و زبیر سے زیادہ شجاع تھا ، بدر کے دن وہ رسول اللہ ص کے ساتھ ان کے خیمے میں بیٹھا ہوا تھا ۔

لہذا شجاعت کی دو قسم ہے : 1. شجاعت کو وہی رائج معنی جو سب سمجھتے اور جانتے ہیں ؛ 2. شجاعت کا وہ معنی جو ابن تیمیہ نے پیش کیا ہے یعنی ، جنگ سے دور بیٹھ کر جنگ کا نظارہ کرنا ۔

کیا «رحماء بینہم» عمر کو بھی شامل ہوسکتا ہے ؟:

دوسری صفت کہ جو اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کے لئے بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ اصحاب آپس میں ایک دوسرے کی نسبت سے مہربان ہیں۔

یعنی مومنوں کے درمیان جنگ و جدال اور دشمنی نہیں ہونی چاہئے ، حقیقت میں اسلامی معاشرے کے اصول و قوانین میں سے ایک لوگوں کے آپس میں الفت ، ہمدلی اور پیار و محبت ہونا ہے ۔

اب اس صفت کی تناظر میں ہم خلیفہ دوم کی زندگی پر ایک نظر ڈالتے ہیں اور یہ دیکھتے ہیں کہ کیا خلیفہ دوم میں مذکورہ صفت موجود تھی یا نہیں۔

بحث کے شروع میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی اخلاقی صفات کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور پھر ان کو

خلیفہ دوم ، جناب عمر بن خطاب کی صفات کے ساتھ موازنہ کریں گے ۔

تاکہ خلیفہ دوم کہ جن کا ادعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے جانشین ہونے کا ہے، ہم یہ ثابت کریں گے کہ ان کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ اخلاقی اعتبار سے کوئی شباهت موجود نہیں ہے ۔

بلکہ خلیفہ دوم جبلی اور فطری طور پر متشدد ، سخت مزاج اور خشن تھا ۔ لہذا قرآن مجید کی اس آیت میں موجود « ایک دوسرے کے ساتھ مہربان اور رحم دل » ہونے کی صفت جناب خلیفہ دوم کو شامل نہیں ہے ۔ اسی لئے اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے خلیفہ دوم کی طرف سے جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہ کے گھر پر حملے کی توجیہ صحیح نہیں ہے ۔

پیامبر اکرم (ص) کی اخلاقی خصوصیات :

قرآن کریم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، کی سب سے اہم صفت ، آپ کے خوش اخلاق ہونے کو قرار دیا ہے :

وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ. القلم / 4.

بے شک آپ اخلاق کے بلند ترین درجے پر فائز ہیں ۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی صفات میں سے مہربان اور نرم دل ہونے کو قرار دیا ہے کہ جو تشدد ، سخت اور تند مزاج ہونے کی آپ سے نفی کی ہے ۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ. آل عمران، / 159.

اللہ تعالیٰ کی رحمت کے باعث آپ ان پر نرم دل ہیں اور اگر آپ بد زبان اور سخت دل ہوتے تو یہ سب آپ کے پاس سے چھٹ جاتے ۔

قرآن کریم کے علاوہ آنحضرت کے اصحاب اور تاریخ اور سیرہ نگاروں نے بہت ہی خوبصورت انداز میں آپ کی اخلاقی خصوصیات کا ذکر کیا ہے ؛

متقی ہندی لکھتا ہے :

كان دائم البشر، سهل الخلق، لين الجانب ليس بفظ ولا غليظ ولا ضخاب ولا فحاش ولا عياب.

آپ ہمیشہ خوش رو ، خوش رفتار اور نرم مزاج تھے اور آپ متشدد ، سخت ، تند مزاج ، چیخ و پکار کرنے والے ، برا بلا کہنے والے اور لوگوں کے عیب تلاش کرنے والے نہیں تھے۔

الهندي، علاء الدين علي المتقي بن حسام الدين (متوفاي975هـ)، كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال، ج 7، ص 166، تحقيق: محمود عمر الدمياطي، ناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الأولى، 1419هـ - 1998م.

طبرانی لکھتا ہے :

كان رسول الله رحيماً رقيقاً حليماً.

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) وسلم مہربان، دلسوز اور بردبار تھے .

الطبرانی، سليمان بن أحمد بن أيوب أبو القاسم (متوفاي360هـ)، المعجم الكبير، ج 19، ص 288، تحقيق: حمدي بن عبدالمجيد السلفي، ناشر: مكتبة الزهراء - الموصل، الطبعة: الثانية، 1404هـ - 1983م.

پیغمبر ص کا اپنے خادم کے ساتھ رویہ

انس بن مالك کہتے ہیں :

خدمتُ رسولِ الله صلى الله عليه وآله وسلم عشر سنين، لا والله ما سبني بسبّة قطّ، ولا قال لي: أفّ قطّ، ولا قال شيء فعلته لمّ فعلته؟ ولا لشيء لم أفعله لمّ لا فعلته.

میں دس سال تک رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی خدمت کے فرائض انجام دیتا رہا ،اللہ کی قسم اُپ نے کبھی مجھے برا بلا نہیں کہا ، کبھی اُفّ تک مجھے نہیں کہا اور جو بھی کام انجام دیتا تو مجھ سے یہ نہیں کہتا کہ کیوں ایسا کیا ؟ اور اگر کوئی کام انجام نہیں دیتا تو یہ نہیں فرماتے کیوں انجام نہیں دیا ؟

الشيبياني، أحمد بن حنبل أبو عبدالله (متوفاي241هـ)، مسند الإمام أحمد بن حنبل، ج 3، ص 197، ناشر: مؤسسة قرطبة - مصر.

الصنعاني، أبو بكر عبد الرزاق بن همام (متوفاي211هـ)، المصنف، ج 9، ص 443، تحقيق حبيب الرحمن الأعظمي، ناشر: المكتب الإسلامي - بيروت، الطبعة: الثانية، 1403هـ.

الجزري، عز الدين بن الأثير أبي الحسن علي بن محمد (متوفاي630هـ)، أسد الغابة في معرفة الصحابة، ج 1، ص 29، تحقيق عادل أحمد الرفاعي، ناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت / لبنان، الطبعة: الأولى، 1417 هـ - 1996 م

م

جو اخلاقی صفات قرآن مجید اور تاریخ نگاروں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات کے طور پر نقل کیا ہے ،اہل سنت کے علماء نے اس کے برعکس اور الٹی صفات کو خلیفہ کی صفات کے طور پر نقل کیا ہے اورخلیفہ دوم کو متشدد ، سخت مزاج اور بد اخلاق انسان کے طور پر پیش کیا ہے کہ جنکے مطابق خلیفہ دوم مسلمانوں کے ساتھ سختی سے پیش آتا اور اصحاب ان کے بدزبان اور سخت مزاج ہونے پر شاکی رہتے ۔

یہاں ہم اہل سنت کی ہی کتابوں سے خلیفہ دوم کی طرف سے اصحاب اور مسلمانوں کے ساتھ بد رفتاری اور تشدد کے کچھ نمونے پیش کرتے ہیں۔

خلیفہ دوم ذاتی طور پر سخت مزاج تھا:

متشدد ہونا اور سخت مزاجی خلیفہ دوم کی طبیعت اور ذات کا حصہ تھا یہاں تک کہ نرم مزاجی کو وہ اپنے لئے عیب سمجھتا تھا ۔

ابن ابی الحدید معتزلی نے اس سلسلے میں لکھا ہے :

كان عمر شديد الغلظة، وعَرَّ الجانب، خَشِنَ المَلَمَس، دائم العبوس، كان يعتقد أنَّ ذلك هو الفضيلة وأنَّ خلافه نقص.

عمر بہت ہی سخت گیر ، سخت دل آدمی اور بداخلاق تھا ، تیوری چڑھا کر منہ بگاڑے رہتا اور یہ خیال کرتا تھا کہ ترش روئی اور منہ بگاڑے رہنا ایک فضیلت ہے اور اس کے برخلاف رویہ اپنانا عیب ہے ۔

إبن أبي الحديد المدائني المعتزلي، أبو حامد عز الدين بن هبة الله بن محمد بن محمد (متوفاي 655 هـ)، شرح نهج البلاغة، ج 6، ص 372، تحقيق محمد عبد الكريم النمري، ناشر: دار الكتب العلمية - بيروت / لبنان، الطبعة: الأولى، 1418 هـ - 1998 م.

محمد بن سعد نے الطبقات الكبرى میں لکھا ہے :

كان أوَّل كلام تكلم به عمر حين صعد المنبر أنَّ قال: «اللهم إنِّي شديد [غليظ] فليَنِّي، وإنِّي ضعيف فقوَّني، وإنِّي بخیل فسَخِّنِي.

عمر بن الخطاب جب ممبر پر چڑھتا تو سب سے پہلے لوگوں سے کہتا :

اے اللہ میں سخت مزاج ہوں ،مجھے نرم مزاج قرار دے ، میں ضعیف ہوں مجھے طاقتور بنا دے ،میں بخیل ہوں مجھے سخی بنادے

الزهري، محمد بن سعد بن منيع أبو عبدالله البصري (متوفاي 230 هـ)، الطبقات الكبرى، ج 3، ص 274، ناشر: دار صادر - بيروت.

البلاذري، أحمد بن يحيى بن جابر (متوفاي 279 هـ)، أنساب الأشراف، ج 3، ص 392، .

إبن جوزي، عبد الرحمن بن علي بن محمد أبو الفرج (متوفاي 597 هـ)، صفة الصفوة، ج 1، ص 280، تحقيق: محمود فاخوري - د. محمد رواس قلعه جي، ناشر: دار المعرفة - بيروت، الطبعة: الثانية، 1399 هـ - 1979 م.

السيوطي، عبد الرحمن بن أبي بكر (متوفاي 911 هـ)، تاريخ الخلفاء، ج 1، ص 139، تحقيق: محمد محي الدين

عبد الحمید، ناشر: مطبعة السعادة - مصر، الطبعة: الأولى، 1371ھ - 1952م.

الهیثمی، أبو العباس أحمد بن محمد بن علی ابن حجر (متوفی 973ھ، الصواعق المحرقة علی أهل الرفض والضلال والزندقه، ج 1، ص 256، تحقیق عبد الرحمن بن عبد الله التركي - کامل محمد الخراط، ناشر: مؤسسة الرسالة - لبنان، الطبعة: الأولى، 1417ھ - 1997م.

امیر المومنین علی علیہ السلام نے بھی خطبہ شقشقیہ (خطبہ سوم نہج البلاغہ) میں اس چیز کی طرف اشارہ کیا ہے :

فَصَيَّرَهَا فِي حَوْزَةٍ خَسَنَاءَ يَغْلُظُ كَلَمُهَا وَيَخْشُنُ مَسْهَا وَ يَكْثُرُ الْعِتَارُ فِيهَا وَ الْاِعْتِدَارُ مِنْهَا.....

ابوبکر نے خلافت کو ایک ایسی درشت اور سخت منزل میں رکھ دیا ہے جس کے زخم کاری ہیں اور جس کو چھونے سے بھی درشتی کا احساس ہوتا ہے۔ لغزشوں کی کثرت ہے اور معذرتوں کی بہتات! اس کو برداشت کرنے والا ایس ہی ہے جیسے سر کش اونٹنی کا سوار کہ مہار کھنیچ لے تو ناک زخمی ہو جائے اور ڈھیل دیدے تو ہلاکتوں میں کود پڑے۔ تو خدا کی قسم لوگ ایک کجروی 'سر کشی' تلون مزاجی اور بے راہ روی میں مبتلا ہو گئے ہیں۔

عمر کا اسلام قبول کرنے سے پہلے تشدد آمیز رویہ :

تاریخ کی صفحات میں عمر کے تشدد آمیز رفتار کے بہت سے ایسے نمونے موجود ہیں کہ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ سخت مزاجی اور تند خوئی عمر کی طبیعت کا حصہ تھی :

مسلمان کنیز کو شکنجہ دینا :

بلاذری نے انساب الأشراف میں، ابن اثیر نے الكامل میں اور صالحی شامی نے سبل الہدی، میں مسلمان ہونے کے جرم میں کفار قریش کی طرف سے شکنجہ کا شکار ہونے والوں کا ذکر کیا ہے انہیں میں سے ایک «لبیبہ» کنیز کا بھی ذکر کیا ہے کہ جو جناب عمر کی کنیز تھی، ان کے بارے میں لکھا ہے :

أَسْلَمَتْ قَبْلَ إِسْلَامِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَكَانَ يَعَذِّبُهَا حَتَّى تَفْتَنَ، ثُمَّ يَدْعُهَا وَيَقُولُ: إِنِّي لَمْ أَرَعُكَ إِلَّا سَامَةً.

وہ کنیز عمر بن خطاب سے پہلے مسلمان ہو گئی، عمر انہیں شکنجہ دیتا تھا تاکہ وہ دین کو چھوڑ دے اور جب سزا اور شکنجہ دے دے کر تھک جاتا تو اسے چھوڑ دیتا اور یہ کہتا کہ میں تجھے سزا دے دے کر تھک گیا ہوں۔

البلاذري، أحمد بن يحيى بن جابر (متوفی 279ھ) أنساب الأشراف، ج 1، ص 84 ؛

الشیبانی، أبو الحسن علی بن أبي الكرم محمد بن محمد بن عبد الكريم (متوفی 630ھ)، الكامل في التاريخ، ج 1، ص 591، تحقیق عبد الله القاضي، ناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الثانية، 1415ھ؛

الصالحی الشامی، محمد بن یوسف (متوفای 942ھ)، سبل الہدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، ج 2، ص 361، تحقیق: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، ناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الأولى، 1414ھ؛

کامل ابن اثیر، ج 2، ص 69 و إمتاع الأسماع، ج 9، ص 113 و سبل الہدی والرشاد، ج 2، ص 361، فضائل الصحابة، أحمد بن حنبل، ج 1، ص 120.

ابن هشام نے السيرة النبوية میں ، احمد بن حنبل نے فضائل الصحابة میں اور اسی طرح اہل سنت کے بہت سے علما نے نقل کیا ہے :

ومر أبو بكر بجارية بني مؤمل حي من بني عدي بن كعب وكانت مسلمة وعمر بن الخطاب يعذبها لتترك الإسلام وهو يومئذ مشرك وهو يضربها حتى إذا مل قال إني أعذر إليك أني لم أتركك إلا ملالة فعل الله بك فتقول كذلك فعل الله بك...

ابوبکر، مسلمان ہونے والی ایک کنیز کے پاس سے گزرا یہ بنو مؤمل سے اور عدی بن کعب، کے خاندان سے تھی ، دیکھا عمر انہیں مار رہا ہے تاکہ وہ اسلام سے ہاتھ اٹھائے، اتنا مارا کہ وہ خود تھک گیا اور پھر کہا ابھی تجھے مارنا چھوڑا ہے تو یہ اس لئے ہے کہ تجھے مار کر اب میں خود ہی تھگ گیا ہوں لہذا اس لئے مجھے معاف کرنا [کیونکہ میں اب تجھے مار نہیں رہا ہوں]

کنیز نے جواب میں کہا : اللہ بھی تیرے ساتھ ایسا رفتار کرے گا ۔

الحميري المعافري، عبد الملك بن هشام بن أيوب أبو محمد (متوفاي 213ھ)، السيرة النبوية، ج 2، ص 161، تحقيق طه عبد الرؤوف سعد، ناشر: دار الجيل، الطبعة: الأولى، بيروت - 1411ھ؛

الشيواني، أحمد بن حنبل أبو عبد الله (متوفاي 241ھ)، فضائل الصحابة، ج 1، ص 120، تحقيق د. وصي الله محمد عباس، ناشر: مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة: الأولى، 1403ھ - 1983م؛

الكلاعي الأندلسي، أبو الربيع سليمان بن موسى (متوفاي 634ھ)، الإكتفاء بما تضمنه من مغازي رسول الله والثلثة الخلفاء، ج 1، ص 238، تحقيق د. محمد كمال الدين عز الدين علي، ناشر: عالم الكتب - بيروت، الطبعة: الأولى، 1417ھ؛

الانصاري التلمساني، محمد بن أبي بكر المعروف بالبري (متوفاي 644ھ) الجوهرة في نسب النبي وأصحابه العشرة، ج 1، ص 244؛

الطبري، أحمد بن عبد الله بن محمد أبو جعفر (متوفاي 694ھ)، الرياض النضرة في مناقب العشرة، ج 2، ص 24، تحقيق عيسى عبد الله محمد مانع الحميري، ناشر: دار الغرب الإسلامي - بيروت، الطبعة: الأولى، 1996م؛

النويري، شهاب الدين أحمد بن عبد الوهاب (متوفاي 733ھ)، نهاية الأرب في فنون الأدب، ج 16، ص 162،

تحقیق مفید قمحیہ وجماعہ، ناشر: دار الکتب العلمیہ - بیروت، الطبعة: الأولى، 1424ھ - 2004م.

عمر کا مسلمانوں کے ساتھ سخت رویہ :

بلاذری نے اس سلسلے میں لکھا ہے :

فكانت فيه غلظة على المسلمين.

عمر مسلمانوں کے ساتھ غلط اور سخت مزاج تھا .

البلاذري، أحمد بن يحيى بن جابر (متوفاي279ھ) أنساب الأشراف، ج 10، ص 301.

عمر نے اپنی بہن کو مارا :

عمر بن خطاب نے اپنی بہن فاطمہ اور ان کے شوہر سعید بن زید مطلع سے کہا کہ سنا ہے کہ تم دونوں محمد ص کے دین کے پیرو ہوئے ہوں، یہ کہ اور پھر اپنے بہنوی پر حملہ کیا .

فقامت فاطمة لتكفّ عنه فضربها فشجّها...

ان کی بہن فاطمہ نے شوہر سے دفاع کیا تو عمر نے انہیں اتنا مارا کہ وہ زخمی ہوگی اور ان کے بدن سے خون جاری ہوا .

الحميري المعافري، عبد الملك بن هشام بن أيوب أبو محمد (متوفاي213ھ)، السيرة النبوية، ج 2، ص 189، تحقيق طه عبد الرؤوف سعد، ناشر: دار الجيل، الطبعة: الأولى، بيروت - 1411ھ؛

الشيبياني، أحمد بن حنبل أبو عبد الله (متوفاي241ھ)، فضائل الصحابة، ج 1، ص 280، تحقيق د. وصي الله محمد عباس، ناشر: مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة: الأولى، 1403ھ - 1983م؛

البلاذري، أحمد بن يحيى بن جابر (متوفاي279ھ) أنساب الأشراف، ج 3، ص 385؛

التميمي البستي، محمد بن حبان بن أحمد أبو حاتم (متوفاي354ھ)، الثقات، ج 1، ص 74، تحقيق السيد شرف الدين أحمد، ناشر: دار الفكر، الطبعة: الأولى، 1395ھ - 1975م؛

الشيبياني، أبو الحسن علي بن أبي الكرم محمد بن محمد بن عبد الكريم (متوفاي630ھ)، الكامل في التاريخ، ج 1، ص 603، تحقيق عبد الله القاضي، ناشر: دار الکتب العلمیہ - بیروت، الطبعة الثانية، 1415ھ؛

الأنصاري القرطبي، أبو عبد الله محمد بن أحمد (متوفاي671ھ)، الجامع لأحكام القرآن، ج 11، ص 164، ناشر: دار الشعب - القاهرة؛

القرشي الدمشقي، إسماعيل بن عمر بن كثير أبو الفداء (متوفاي774ھ)، البداية والنهاية، ج 3، ص 80، ناشر:

مسلمان ہونے کے بعد مسلمانوں سے سخت مزاجی اور بدرفتاری :

رسول خدا (ص) کے ساتھ عمر کی تند مزاجی :

عمر کا سخت گیرانہ رویہ اور خشونت صرف عام بیچارہ مسلمانوں کے ساتھ ہی نہیں تھی بلکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے ساتھ بھی اسی رویہ سے پیش آتا تھا .

ابوہریرہ پر حملہ اور رسول خدا (ص) پر اعتراض :

مسلم نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ سے ایک روایت نقل کی ہے کہ آپ نے ابوہریرہ سے فرمایا :

فَمَنْ لَقِيتَ مِنْ وَرَاءِ هَذَا الْحَائِطِ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُسْتَقِيفًا بِهَا قَلْبُهُ فَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ.

جاو اور جو بھی لا الہ الا اللہ کی گواہی دے اور دل و جان سے اس کو قبول کرے تو اس کو جنت کی بشارات دو ۔

ابوہریرہ کہتا ہے : سب سے پہلے عمر سے میری ملاقات ہوئی ، پیامبر صلی اللہ علیہ وآلہ کے پیغام کو اس کے سامنے بیان کیا ۔

فَضْرَبَ عُمَرُ بِيَدِهِ بَيْنَ تَذَيُّي فَخَرَرْتُ لِاسْتِي.

یہ سن کر عمر نے ایک ہاتھ میری چھاتی کے بیچ میں مارا تو میں سرین کے بل گرا ۔

ابوہریرہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لوٹا ور رونے والا ہی تھا ----- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”اے ابوہریرہ! تجھے کیا ہوا۔“ میں نے کہا: میں عمر سے ملا اور جو پیغام آپ نے مجھے دے کر بھیجا تھا پہنچایا۔ انہوں نے میری چھاتی کے بیچ میں ایسا مارا کہ میں سرین کے بل گر پڑا اور کہا لوٹ جا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سے کہا: ”تو نے ایسا کیوں کیا؟“ عمر نے کہا ن: ”یا رسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔ ابوہریرہ کو آپ نے اپنے جوتے دے کر بھیجا تھا کہ جو شخص ملے اور وہ گواہی دیتا ہو لا الہ الا اللہ کی دل سے یقین رکھے تو اس کو جنت کی خوشخبری دو ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”ہاں“۔

قَالَ فَلَا تَفْعَلْ فَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَتَّكِلَ النَّاسُ عَلَيْهَا فَخَلَّاهُمْ يَعْمَلُونَ.

عمر نے کہا: آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں ایسا نہ کیجئے کیونکہ میں ڈرتا ہوں، لوگ اس پر تکیہ کر بیٹھیں گے ان کو عمل کرنے دیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”اچھا ان کو عمل کرنے دو۔“

النيسابوري، مسلم بن الحجاج أبو الحسين القشيري (متوفاي 261ھ)، صحيح مسلم، ج 1، ص 44، ح 54، (باب من لقي الله بالايمان و هو غير شاك)، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، ناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت.

پیامبر اکرم (ص) کو تکلیف پہنچانا :

بخاری نے نقل کیا ہے :

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَنَّهُ قَالَ لَمَّا مَاتَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي سَلُولٍ دُعِيَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ، فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَبَّتْ إِلَيْهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَتُصَلِّيَ عَلَى ابْنِ أَبِي وَقْدٍ قَالَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَأَعَدُّ عَلَيْهِ قَوْلَهُ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ أَخْرُ عَنِّي يَا عُمَرُ. فَلَمَّا أَكْثَرْتُ عَلَيْهِ قَالَ. إِنِّي خَيْرْتُ فَأَخْتَرْتُ، لَوْ أَعْلَمُ أَنِّي إِنْ زِدْتُ عَلَى السَّبْعِينَ فَغُفِرَ لَهُ لَزِدْتُ عَلَيْهَا... قَالَ فَعَجِبْتُ بَعْدُ مِنْ جُرْأَتِي عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ، وَاللَّهِ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ.

عمر بن خطاب سے نقل ہوا ہے جب عبداللہ بن ابی ابن سلول مرا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اس پر نماز جنازہ کے لیے کہا گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جب اس ارادے سے کھڑے ہوئے تو میں نے آپ کی طرف بڑھ کر عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ابن ابی کی نماز جنازہ پڑھاتے ہیں حالانکہ اس نے فلاں دن فلاں بات کہی تھی اور فلاں دن فلاں بات۔ میں اس کی کفر کی باتیں گننے لگا۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یہ سن کر مسکرا دئیے اور فرمایا عمر! اس وقت پیچھے ہٹ جاؤ۔ لیکن جب میں بار بار اپنی بات دہراتا رہا تو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ مجھے اللہ کی طرف سے اختیار دے دیا گیا ہے ' میں نے نماز پڑھانی پسند کی اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ ستر مرتبہ سے زیادہ مرتبہ اس کے لیے مغفرت مانگنے پر اسے مغفرت مل جائے گی تو اس کے لیے اتنی ہی زیادہ مغفرت مانگوں گا۔ عمر نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور واپس ہونے کے تھوڑی دیر بعد آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر سورۃ براءۃ کی دو آیتیں نازل ہوئیں۔ "کسی بھی منافق کی موت پر اس کی نماز جنازہ آپ ہرگز نہ پڑھائیے۔" آیت «وهم فاسقون» تک اور اس کی قبر پر بھی مت کھڑے ہوں ' ان لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کی باتوں کو نہیں مانا اور مرے بھی تو نافرمان رہ کر۔ عمر نے بیان کیا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حضور اپنی اسی دن کی دلیری پر تعجب ہوتا ہے۔ حالانکہ اللہ اور اس کے رسول (ہر مصلحت کو) زیادہ جانتے ہیں۔

البخاري الجعفي، محمد بن إسماعيل أبو عبد الله (متوفى 256هـ)، صحيح البخاري، ج 1، ص 459، 1300، كتاب الجنائز، ب 85، باب مَا يُكْرَهُ مِنَ الصَّلَاةِ عَلَى الْمُنَافِقِينَ وَالِاسْتِغْفَارِ لِلْمُشْرِكِينَ، تحقيق د. مصطفى ديب البغا، ناشر: دار ابن كثير، اليمامة - بيروت، الطبعة: الثالثة، 1407 - 1987 .

بخاری نے دوسری روایت میں نقل کیا ہے :

فَقَالَ (رسول الله لابن عبد الله بن أبي) أَذْنِي أَصَلِّيَ عَلَيْهِ. فَأَذَنُ، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ جَذَبَهُ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ: أَلَيْسَ اللَّهُ نَهَاكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى الْمُنَافِقِينَ؟

رسول خدا (ص) نے عبد اللہ بن ابی کے بیٹے سے فرمایا : مجھے اجازت دو میں تیرے بابا پر نماز پڑوں۔ اس نے

بھی اجازت دی، جس وقت نماز پڑھنے لگے اس وقت عمر نے پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو کھنچا اور کہا : کیا اللہ نے آپ کو منافقوں پر ناز پڑھنے سے منع نہیں کیا ہے ؟

البخاري الجعفي، محمد بن إسماعيل أبو عبدالله (متوفاي256هـ)، صحيح البخاري، ج 1، ص 427، ح 1210، كِتَابُ الْجَنَائِزِ، بَابُ الْكَفَنِ فِي الْقَمِيصِ الَّذِي يُكْفُ أَوْ لَا يُكْفُ وَمَنْ كُفَّنَ بِغَيْرِ قَمِيصٍ، تحقيق د. مصطفى ديب البغا، ناشر: دار ابن كثير، اليمامة - بيروت، الطبعة: الثالثة، 1407 - 1987 .

تیسری روایت میں نقل ہے :

ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي عَلَيْهِ، فَأَخَذَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِنَوْبِهِ فَقَالَ تَصَلِّي عَلَيْهِ وَهُوَ مُنَافِقٌ وَقَدْ نَهَاكَ اللَّهُ أَنْ تَسْتَغْفِرَ لَهُمْ.

پیامبر جنازہ پڑھنے کے لئے گھڑے ہوئے، عمر ابن خطاب نے آپ کا لباس کھینچا اور کہا : اس پر نماز پڑھ رہے ہو جبکہ یہ منافق ہے، جبکہ اللہ نے آپ کو منافقوں کے لئے استغفار کرنے سے منع کیا ہے .

البخاري الجعفي، محمد بن إسماعيل أبو عبدالله (متوفاي256هـ)، صحيح البخاري، ج 4، ص 1716، ح 4395، كِتَابُ التَّفْسِيرِ، بَابُ وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ، تحقيق د. مصطفى ديب البغا، ناشر: دار ابن كثير، اليمامة - بيروت، الطبعة: الثالثة، 1407 - 1987 .

اب کیا یہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے ساتھ غلط رویہ اور غلط طریقہ نہیں ہے ؟ کیا عمر بن خطاب شریعت کے بانی سے زیادہ شرعی احکام سے واقف تھا ؟ کیا عمر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے لئے ذمہ داری اور شرعی حکم کا تعین کرسکتا ہے ؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شرعی حکم کا علم نہیں تھا ؟

کیا ایسا ممکن ہے کہ اللہ کے رسول ص کی مخالفت میں اور عمر بن خطاب کی موافقت میں آیت نازل ہو اور اللہ عمر بن خطاب کے عمل کی تائید کرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کرے ؟

واضح سی بات ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ، اللہ کے اذن کے بغیر کوئی کام انجام نہیں دیتے اور آپ کا ہر عمل وحی الہی کا ترجمان ہے -

قُلْ إِنَّمَا أَتَّبِعُ مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ مِنْ رَبِّي هَذَا بَصَائِرُ مِنْ رَبِّكُمْ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ. الاعراف /203.

آپ فرما دیجئے! کہ میں اس کا اتباع کرتا ہوں جو مجھ پر میرے رب کی طرف سے حکم بھیجا گیا ہے یہ گویا بہت سی دلیلیں ہیں تمہارے رب کی طرف سے اور ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں -

قرآن کریم کی تعلیمات کے مطابق مسلمانوں کو آپ کے کردار ، رفتار اور گفتار پر اعتراض کرنے کا حق نہیں ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے :

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا لِمُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا. احزاب / 36 .

اور (دیکھو) کسی مومن مرد و عورت کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے کسی چیز کا فیصلہ کرنے کے بعد اپنے کسی قسم کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا*، (یاد رکھو) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی جو بھی نافرمانی کرے گا وہ صریح گمراہی میں پڑے گا ۔

یہ اللہ کا حکم ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ خلیفہ دوم بہت سے موارد میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاموں پر شدید اعتراض کرتا ہے اور آپ کے فرامین کے آگے سر تسلیم خم نہیں ہوتا ۔

پیامبر اکرم (ص) کی شان کے خلاف آپ کی طرف غلط نسبت :

اسلامی تاریخ کے تلخ واقعات میں سے ایک رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ اور عمر کے درمیان پیش آنے والا وہ مشہور واقعہ ہے کہ جو آپ کی زندگی کے آخری لمحات میں پیش آیا ۔ آپ بیماری کی حالت میں تھے ، آپ نے پاس بیٹھے ہوئے اصحاب سے خطاب میں فرمایا :

میرے لئے کاغذ لا کر دو ، میں تمہارے لئے ایک تحریر لکھ دوں تاکہ اس کے بعد تم لوگ گمراہ نہ ہوں۔

خلیفہ دوم اور اس کے ساتھیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ کے دل کو تکلیف پہنچایا ، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے لوگوں کو اپنے پاس سے اٹھ کر چلے جانے کا حکم دیا :

جیسا کہ ابن عباس سے بخاری نے اس واقعے کو یوں نقل کیا ہے ؛

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ يَوْمَ الْخَمِيسِ، وَمَا يَوْمُ الْخَمِيسِ ثُمَّ بَكَى حَتَّى خَضَبَ دَمْعُهُ الْخَضَبَاءَ فَقَالَ اشْتَدَّ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهُ يَوْمَ الْخَمِيسِ فَقَالَ " ائْتُونِي بِكِتَابٍ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ أَبَدًا " . فَتَنَازَعُوا وَلَا يَنْبَغِي عِنْدَ نَبِيِّ تَنَازُعٍ فَقَالُوا هَجَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

بن عباس نے بیان کیا کہ جمعرات کے دن ' اور معلوم ہے جمعرات کا دن کیا ہے؟ پھر آپ اتنا روئے کہ کنکریاں تک بھیگ گئیں۔ آخر آپ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بیماری میں شدت اسی جمعرات کے دن ہوئی تھی۔ تو آپ نے صحابہ سے فرمایا کہ قلم دوات لاؤ ' تاکہ میں تمہارے لیے ایک ایسی کتاب لکھوا جاؤں کہ تم لوگ اس کے بعد کبھی گمراہ نہ ہو سکو ۔

اس پر صحابہ میں اختلاف ہو گیا۔ جبکہ نبی کے سامنے جھگڑنا مناسب نہیں ہے۔ صحابہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہزیان گوئی اور بے ربط گفتگو کر رہے ہیں ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اب مجھے میری حالت پر چھوڑ دو ' میں جس حال میں اس وقت ہوں وہ اس سے بہتر ہے جو تم کرنا چاہتے ہو۔ ----

البخاري الجعفي، محمد بن إسماعيل أبو عبد الله (متوفى 256هـ)، صحيح البخاري، ج 3، ص 1111، ح 2888، كتاب الجهاد والسير، باب جَوَائِزِ الْوُفْدِ هل يُسْتَشْفَعُ إِلَى أَهْلِ الذِّمَّةِ وَمُعَامَلَتِهِمْ، تحقيق د. مصطفى ديب البغا، ناشر: دار ابن كثير، اليمامة - بيروت، الطبعة: الثالثة، 1407 - 1987 .

ابن اثیر نے النہایۃ میں لکھا ہے :

أَهْجَرَ فِي مَنْطِقِهِ يُهْجَرُ إِهْجَارًا: إِذَا أَفْحَشَ، وَكَذَلِكَ إِذَا أَكْثَرَ الْكَلَامَ فِيمَا لَا يَنْبَغِي... والقائل كان عمر.

أَهْجَرَ، یعنی ناشائستہ گفتگو، اسی طرح جہاں مناسب نہیں ہے وہاں زیادہ گفتگو کرنا اور یہ کہنا والا عمر -

الجزري، أبو السعادات المبارك بن محمد (متوفى 606هـ)، النہایۃ فی غریب الحدیث والأثر، ج 5، ص 244، تحقیق طاہر أحمد الزاوی - محمود محمد الطناحي، ناشر: المكتبة العلمية - بيروت - 1399ھ - 1979م.

الأفريقي المصري، محمد بن مكرم بن منظور (متوفى 711هـ)، لسان العرب، ج 5، ص 254، ناشر: دار صادر - بيروت، الطبعة: الأولى.

عینی نے صحیح بخاری کی شرح میں لکھا ہے :

هذه العبارات كلها فيها ترك الأدب والذكر بما لا يليق بحق النبي صلى الله عليه وسلم، ولقد أفحش من أتى بهذه العبارة.

یہ الفاظ اور تعبیرات سب پیغمبر [ص] کی نسبت سے ادب کے خلاف باتیں ہیں۔ پیغمبر خدا [ص] سے اس طرح گفتگو کرنا مناسب نہیں تھا اور جس نے یہ نسبت آپ کی طرف دی ہے اس نے نازیبا کلمات ادا کیے ہیں -

العيني، بدر الدين محمود بن أحمد (متوفى 855هـ)، عمدة القاري شرح صحيح البخاري، ج 14، ص 298، ناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت.

عمر کا رسول خدا (ص) کی مخالفت :

احمد بن حنبل لکھتا ہے :

عن جابر ان النبي صلى الله عليه وسلم دعا عند موته بصحيفة ليكتب فيها كتابا لا يضلون بعده قال فخالف عليها عمر بن الخطاب حتى رفضها.

جابر بن عبد الله سے نقل ہوا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے اپنی وفات کے وقت کاغذ لانے کا حکم دیا تاکہ ایسی نوٹشتہ لکھ دئے کہ لوگ اس کے بعد گمراہ نہ ہوں، لیکن عمر نے مخالفت کی اور کام انجام نہیں دیا °

الشيبياني، أحمد بن حنبل أبو عبد الله (متوفى 241هـ)، مسند الإمام أحمد بن حنبل، ج 3، ص 346، ناشر: مؤسسة قرطبة - مصر.

ہیثمی نے مجمع الزوائد میں لکھا ہے :

عن جابر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم دعا عند موته بصحيفة ليكتب فيها كتابا لا يضلون بعده ولا يضلون وكان في البيت لغط فتكلم عمر بن الخطاب فرفضها رسول الله صلى الله عليه وسلم رواه أبو يعلى وعنده في رواية يكتب فيها كتابا لأمته قال لا يظلمون ولا يظلمون ورجال الجميع رجال الصحيح.

جابر بن عبد اللہ سے نقل ہوا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے اپنی وفات کے وقت کاغذ لانے کا حکم دیا تاکہ ایسا نوشتہ لکھ دئے کہ لوگ اس کے بعد نہ کوئی گمراہ ہو نہ کسی کو گمراہ کر سکے ، عمر نے ایسی بات کہہ دی کہ آپ لکھنے سے منصرف ہو گئے ، اس روایت کو ابو یعلیٰ نے نقل کیا ہے ان کی ایک روایت میں ہے کہ آپ اس کے مطابق امت کو ایک نسخہ لکھنا چاہتے تھے ، تاکہ نہ کسی پر ظلم ہو نہ تم پر کوئی ظلم کرے۔ اس روایات کے سارے راوی صحیح بخاری کے راوی ہیں ۔

الهیثمی، علی بن أبی بکر (متوفای 807ھ)، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ج 4، ص 214-215، باب وصیة رسول اللہ، ناشر: دار الریان للتراث / دار الكتاب العربي - القاهرة، بیروت - 1407.

غزالی نے کتاب سر العالمین میں لکھا ہے :

ولما مات رسول الله صلى الله عليه وسلم قال قبل وفاته ائتوا بدواة وبيضاء لأزِيل لكم إشكال الأمر واذكر لكم من المستحق لها بعدي. قال عمر رضي الله عنه دعوا الرجل فإنه ليهجر.

رسول خدا (ص) نے وفات سے پہلے فرمایا : مجھے قلم اور دوات لا کر دو تاکہ خلافت کے بارے میں نزاع اور جھگڑے ختم ہو اور ایسے شخص کو جانشین کے طور پر متعارف کرا لوں کہ جو اس مقام کے لئے زیادہ مناسب ہو ۔ عمر نے کہا : انہیں چھوڑو دو یہ شخص ہزیان گوئی کر رہا ہے۔

الغزالي، أبو حامد محمد بن محمد (متوفای 505ھ)، سر العالمین وکشف ما فی الدارين، ج 1، ص 18، تحقیق: محمد حسن محمد حسن إسماعیل وأحمد فريد المزيدي، ناشر: دار الكتب العلمية - بيروت / لبنان، الطبعة: الأولى، 1424ھ 2003م.

پیغمبر (ص) کی رحلت کے بعد عمر کا شدت پسندانہ رویہ :

الف سعد بن عبادہ کے قتل کا حکم :

سقیفہ کا واقعہ اور سقیفہ میں انصار اور مہاجرین کے درمیان اقتدار کی رسہ کشی خود ایک تفصیلی بحث ہے ۔

بخاری نے سقیفہ کے ماجرا کے بارے میں جناب عمر کا یہ قول نقل کیا ہے :

جس وقت لوگ ابوبکر کی بیعت کر رہے تھے اس وقت ہجوم کی وجہ سے جناب سعد پیروں کے نیچے دب رہے تھے تو کسی نے کہا : !

فَقَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ قَتَلْتُمْ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ. فَقُلْتُ قَتَلَ اللَّهُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ.

تم لوگوں نے سعد بن عبادہ کو مار دیا تو میں نے کہا : اللہ سعد کو مار ڈالے ۔

البخاري الجعفي، محمد بن إسماعيل أبو عبدالله (متوفاي256هـ)، صحيح البخاري، ج 6، ص 2506، ح6442، كتاب الحدود، باب رَجِمَ الْحَبْلَى فِي الزَّنا إِذَا أَحْصَنْتُ، تحقيق د. مصطفى ديب البغا، ناشر: دار ابن كثير، اليمامة - بيروت، الطبعة: الثالثة، 1407 - 1987.

محمد بن جرير طبری لکھتا ہے : عمر نے کہا :

اقتلوه قتله الله ثم قام على رأسه فقال لقد هممت أن أطأك حتى تنذر عضدك، فأخذ سعد بلحية عمر، فقال: والله لو حصصت منه شعرة ما رجعت وفي فيك واضحة.

مارو اس کو اللہ اس کو قتل کرے، پھر عمر، سعد کے پاس کھڑا ہوا اور کہا :میں چاہتا تھا کہ تمہیں اس قدر ٹھوکر لگائے یہاں تک کہ تمہاری ہڈیاں ٹوٹے ۔ سعد نے عمر سے کہا : اللہ کی قسم اگر میرے سر کے ایک بال بھی گرے تو تیرے ایک دانت بھی منہ میں صحیح و سالم نہیں رہے گا !.

الطبري، أبي جعفر محمد بن جرير (متوفاي310هـ)، تاريخ الطبري، ج 2، ص 244، ناشر: دار الكتب العلمية - بيروت.

ب: سعد بن عبادہ پر نفاق کی تہمت :

طبری نے نقل کیا ہے :

وقال قائل حين أوطىء سعد، قتلتم سعداً، فقال عمر: قتله الله إنه منافق.

جس وقت سعد لوگوں کے پیروں کے درمیان میں تھے اس وقت کسی نے کہا : سعد کو قتل کر دیا ، عمر نے کہا : اللہ اس کو مار دئے یہ منافق ہے ۔

الطبري، أبي جعفر محمد بن جرير (متوفاي310هـ)، تاريخ الطبري، ج 2، ص 244، ناشر: دار الكتب العلمية - بيروت.

ج حضرت علي (ع) کا عمر کو دیکھنا بھی پسند نہ کرنا :

حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی رحلت کے بعد لوگوں کی طرف سے منہ موڑنے کی وجہ سے حضرت علي علیہ السلام نے کسی کو ابوبکر کے پاس بھیجا تاکہ ان سے گفتگو کرے، بخاری کے نقل کے مطابق :

فأرسل إلى أبي بكر ان ائتنا ولا يأتنا أحد معك، كراهيةً لمحضّر عمر.

فرمایا : اکیلا آنا کسی کو ساتھ لے کر نہیں آنا ، کیونکہ آپ عمر کو دیکھنا پسند نہیں کرتے تھے ۔

البخاري الجعفي، محمد بن إسماعيل أبو عبدالله (متوفى 256هـ)، صحيح البخاري، ج 4، ص 1549، تحقيق د. مصطفى ديب البغا، ناشر: دار ابن كثير، اليمامة - بيروت، الطبعة: الثالثة، 1407هـ - 1987م.

یقیناً حضرت علی علیہ السلام کا یہ رویہ عمر کی طرف سے انجام پانے والے شدت پسندانہ سلوک کا نتیجہ تھا۔ اسی لئے امیر المومنین علیہ السلام عمر کو اپنے گھر میں دیکھنا پسند نہیں کرتے تھے۔

طبری اور ابن کثیر نے واضح طور پر اس کو نقل کیا ہے :

وكره أن يأتيه عمر، لما علم من شدة عمر.

علی علیہ السلام نے ابوبکر سے کہا: اکیلے آئے، آپ عمر کو ساتھ لے کر آنے کو پسند نہیں کرتے تھے کیونکہ عمر کی شدت پسندی کو آپ جانتے تھے۔

الطبري، أبي جعفر محمد بن جرير (متوفى 310هـ)، تاريخ الطبري، ج 2، ص 236، ناشر: دار الكتب العلمية - بيروت.

القرشي الدمشقي، إسماعيل بن عمر بن كثير أبو الفداء (متوفى 774هـ)، البداية والنهاية، ج 5، ص 286، ناشر: مكتبة المعارف - بيروت.

الحميدي، محمد بن فتوح (متوفى 488هـ)، الجمع بين الصحيحين البخاري ومسلم، ج 1، ص 86، تحقيق د. علي حسين البواب، ناشر: دار ابن حزم - لبنان/ بيروت، الطبعة: الثانية، 1423هـ - 2002م.

د: ابوبکر کے ساتھ عمر کا شدت پسندانہ رویہ :

ابن حجر عسقلانی نے الإصابة میں عیینة بن حصن کے زندگی نامے میں ایک دلچسپ بات نقل کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عمر اپنے قدمی اور وفادار دوست کے ساتھ بھی اچھے انداز میں پیش نہیں آتا تھا اور ان کے ساتھ بھی شدت پسندانہ رویہ رکھتا تھا۔

جاء عیینة بن حصن والأقرع بن حابس إلى أبي بكر فقالا يا خليفة رسول الله إن عندنا أرضا سبخة ليس فيها نخلا ولا منفعة فإن رأيت أن تقطعناها لعلنا نحرثها ونزرعها فلعل الله ينفع بها بعد اليوم. فأقطعهم إياها وكتب لهما كتاباً وأشهد وعمر ليس في القوم، فانطلقا إلى عمر ليشهداه فوجداه يصلح بعيداً له... فلما سمع ما في الكتاب تناوله من أيديهما ثم تغل فيه فمحاها فتذمّراه وقالوا مقالة شتم... فأقبلا إلى أبي بكر وهما يتذمران فقالا: والله ما ندري أنت خليفة أم عمر؟ فقال: بل هو لو كان شيئاً.

فجاء عمر مغضباً حتى وقف على أبي بكر فقال: أخبرني عن هذه الأرض التي أقطعها هذين الرجلين أرض لك خاصة أم هي بين المسلمين عامة، قال: فما حملك على أن تخص هذين بها دون جماعة المسلمين. قال: استشرت هؤلاء الذين حولي فأشاروا عليّ بذلك.

قال: فإذا استشرت هؤلاء الذين حولك أكل المسلمين أوسع مشورة ورضي؟ فقال أبو بكر: قد كنت قلت لك

إِنَّكَ أَقْوَى عَلَى هَذَا الْأَمْرِ مِنِّي وَلَكِنَّكَ غَلِبْتَنِي.

عیینہ بن حصن اور اقرع بن حابس ، ابوبکر کے پاس آئے اور کہا : اے رسول اللہ ص کے جانشین ؛ ہمارے نذدیک ایسی زمین ہے کہ جو شور زار ہے اور کسی قسم کی کھیتی باڑی اس میں نہیں ہوئی ہے، اگر آپ وہ ہمیں دیں تو شاید ہم اس کو آباد کرے اور اس کو کھیتی باڑی کے قابل بنا سکے ۔

ابوبکر نے زمین انہیں دی اور ایک نوشتہ پر دستخط کر کے دیا ۔ دونوں اس کو عمر کے پاس لے کر گئے ۔ دیکھا وہ اپنے اونٹ کی دیکھ بھال کر رہا ہے ، اس نوشتہ کو پڑھا اور اس پر تھوکا اور اس کو پھاڑ دیا ۔ یہ دونوں ناراض ہوا اور عمر کو برا بلا کہا -----

اور پھر ناراضگی اور غصے کی حالت میں ابوبکر کے پاس گئے اور کہنے لگے : ہمیں پتہ نہیں چلا کہ خلیفہ آپ ہیں یا عمر ؟

ابوبکر نے پوچھا : کیا ہوا ؟ اس وقت عمر غصے کی حالت میں ابوبکر کے پاس آیا اور کہا: بولو کیوں زمین کے اس قطعہ کو ان دونوں کے لئے دیا ؟ کیا زمین آپ کی ہے یا سارے مسلمانوں کی ہے ؟

ابوبکر نے جواب میں کہا : یہی جو لوگ دیکھ رہے ہو ان لوگوں سے میں نے مشورہ کیا اور یہ لوگ راضی ہو گئے ۔ عمر نے کہا : کیا ان لوگوں سے مشورہ سارے مسلمانوں کی رضایت کے ساتھ ہوئی ہے ؟ ابوبکر نے کہا : میں نے تم سے کہا تو تھا کہ خلافت کے لئے تم مجھ سے زیادہ مناسب ہو لیکن تم نے میرے گلے ڈالی ۔

العسقلانی الشافعی، أحمد بن علي بن حجر أبو الفضل (متوفى 852 هـ)، الإصابة في تمييز الصحابة، ج 4، ص 769، تحقيق علي محمد البجاوي، ناشر: دار الجيل - بيروت، الطبعة: الأولى، 1412 هـ - 1992 م.

الآلوسي البغدادي، العلامة أبي الفضل شهاب الدين السيد محمود (متوفى 1270 هـ)، روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني، ج 10، ص 122، ناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت.

اصحاب کی طرف سے عمر کی خلافت پر شدید اعتراض :

ابن أبي شيبه نے المصنف میں لکھا ہے :

عن وكيع، وابن إدريس، عن إسماعيل بن أبي خالد، عن زُبَيْدِ بْنِ الْحَارِثِ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ حِينَ حَضَرَهُ الْمَوْتُ أُرْسِلَ إِلَى عُمَرَ يَسْتَخْلِفُهُ فَقَالَ النَّاسُ: تَسْتَخْلِفُ عَلَيْنَا فِظًا غَلِيظًا، وَلَوْ قَدْ وَلِينَا كَانَ أَفْظَ وَأَغْلَظَ، فَمَا تَقُولُ لِرَبِّكَ إِذَا لَقَيْتَهُ وَقَدْ اسْتَخْلَفْتَ عَلَيْنَا عُمَرَ.

ابوبکر کی موت کا وقت قریب آیا تو عمر کو بلایا تاکہ انہیں جانشین بنائے ، اس وقت لوگوں [یعنی ایک دو کی بات نہیں] نے کہا : آپ نے بد زبان اور سخت دل اور سخت مزاج شخص کو ہمارے لئے اپنا جانشین بنایا ، اب یہ اگر ہمارے حاکم بنے تو اور زیادہ بدزبانی اور سختی سے ہمارے ساتھ پیش آئے گا ۔

اب اپنے پروردگار سے ملاقات کرو تو کیا جواب دو گے جبکہ آپ نے عمر کو ہمارے لئے اپنا جانشین بنایا ہے ؟!

ابوبکر نے جواب میں کہا : کیا مجھے میرے پروردگار سے ڈرا رہے ہو؟ میں کہوں گا : اے اللہ میں نے آپ کے بہترین بندے کو جانشین بنایا ہے۔

إبن أبي شيبۃ الکوفی، أبو بکر عبد اللہ بن محمد (متوفای 235ھ)، الکتاب المصنف فی الأحادیث والآثار، ج 7، ص 434، ح 37056، تحقیق: کمال یوسف الحوت، ناشر: مکتبۃ الرشد - الرياض، الطبعة: الأولى، 1409ھ۔

اس روایت کی سند صحیح ہے ۔

وکیع بن الجراح:

ابن حجر نے ان کو: ثقہ اور حافظ کہا ہے ۔

تقریب التہذیب، ج 2، ص 283

إسماعیل بن ابوالخالد:

ابن حجر کہتا ہے : وہ ثقہ اور قابل اعتماد ہے ۔

تقریب التہذیب، ج 1، ص 93۔

زُیید بن الحارث:

ابن حجر کہتا ہے : وہ قابل اعتماد اور اہل عبادت ہے ان کی احادیث قابل استدلال اور احتجاج ہیں۔

تقریب التہذیب، ج 1، ص 308۔

طلحہ اور علی (علیہ السلام) کا اعتراض :

محمد بن سعد نے طبقات میں صحیح سند نقل کیا ہے :

عن عائشة قالت لما حضرت أبا بکر (متوفای استخلف عمر فدخل علیہ علی وطلحة فقالا من استخلفت؟ قال: عمر. قال: فماذا أنت قائل لربك؟....

جناب عائشہ نقل کرتی ہے کہ جب ابوبکر کی وفات کا وقت قریب ہوا تو عمر کو اپنا جانشین بنایا،

حضرت علی علیہ السلام اور طلحہ ،ابوبکر کے پاس گئے اور کہا : کس کو جانشین بنا رہے ہو؟ کہا : عمر کو ۔ ان دونوں نے کہا: اپنے پروردگار کو کیا جواب دو گے ؟ ابوبکر نے کہا :

کیا اللہ کی مجھے پہچان کرانا چاہتے ہو؟ میں تم دونوں سے زیادہ اللہ کو پہچانتا ہوں ۔

الزهري، محمد بن سعد بن منيع أبو عبد الله البصري (متوفای 230ھ)، الطبقات الكبرى، ج 3، ص 274، ناشر: دار

صادر - بيروت؛

البلاذري، أحمد بن يحيى بن جابر (متوفاي 279هـ) أنساب الأشراف، ج 3، ص 391،

اس روایت کی سند بھی قابل قبول ہے :

ضحاك بن مخلد:

ابن معين اور عجلۃ نے ان کو ثقہ کہا ہے .

تہذیب التہذیب، ج 4، ص 397.

عبید اللہ بن ابوزیاد:

عجلۃ اور حاکم نیشابوری نے ان کو ثقہ کہا ہے .

تہذیب التہذیب، ج 7، ص 14.

یوسف بن ماہک:

ابن معین اور نسائی نے ان کو ثقہ کہا ہے -

تہذیب التہذیب، ج 11، ص 371.

ابوبکر کی طرف سے عمر کو جانشین بنانے پر اعتراض کرنے والے ایک دو نہیں تھے بلکہ بہت سے اصحاب اس میں شامل تھے ، جیسا کہ ابن عساکر کی روایت میں ہے -

طلحة، زبیر، عثمان، سعد، عبد الرحمن اور علی بن ابوطالب نیز وغیرہ کا نام خاص طور پر ذکر کیا ہے ؛

دخل علی ابی بکر طلحة والزبیر وعثمان وسعد وعبد الرحمن وعلی بن أبی طالب (علیه السلام) فقالوا: ماذا تقول لربك وقد استخلفت علينا عمر....

طلحه، زبیر، عثمان، سعد، عبد الرحمن اور علی بن ابوطالب، ابوبکر کے پاس گئے اور اس انتخاب پر اعتراض کرتے ہوئے کہا : اللہ کو کیا جواب دو گے جبکہ عمر کو ہمارے لئے اپنا جانشین بنایا ہے ؟.

ابن عساکر الشافعی، أبی القاسم علی بن الحسن ابن هبة اللہ بن عبد اللہ (متوفاي 571هـ)، تاریخ مدینة دمشق وذكر فضلها وتسمية من حلها من الأماثل، ج 44، ص 249، تحقیق محب الدین أبی سعید عمر بن غرامة العمري، ناشر: دار الفكر - بيروت - 1995م.

جیسا کہ بیان ہوا مخالفت کرنے والے صرف چند لوگ نہیں تھے؛

دخل عليه المهاجرون والأنصار... فقالوا: نراك استخلفت علينا عمر، وقد عرفته، وعلمت بوائقه فينا وأنت بين أظهرنا، فكيف إذا وليت عنا وأنت لاق الله عزوجل فسائلك، فما أنت قائل؟....

الدينوري، أبو محمد عبد الله بن مسلم ابن قتيبة (متوفى 276هـ)، الإمامة والسياسة، ج 1، ص 22، تحقيق: خليل المنصور، ناشر: دار الكتب العلمية - بيروت - 1418هـ - 1997م، با تحقيق شيري، ج 1، ص 37، و با تحقيق، زيني، ج 1، ص 24.

جب ابوبکر کی طرف سے عمر کو خلیفہ انتخاب کرنے کی خبر ملی تو مہاجرین اور انصار، ابوبکر کے پاس آئے اور کہا :ہمیں معلوم ہوا ہے کہ عمر کو ہمارے لئے خلیفہ بنایا ہے ۔

جبکہ آپ جانتے ہیں کہ آپ کے ہوتے ہوئے یہ کس طرح ہمارے ساتھ برتاو کرتا تھا ۔ اب جب انہیں ہمارے اوپر مسلط کیا اور حاکم بنایا ہے تو ہمارے ساتھ کیا کرے گا؟ اور آپ جب اللہ سے ملاقات کرے اور آپ سے اس بارے میں پوچھے تو کیا جواب دو گے ؟

ابن تیمیہ نیز اعتراف می کند:

وقد تكلّموا مع الصديق في ولاية عمر وقالوا ماذا تقول لربك وقد وليت علينا فظا غليظا؟...

اصحابہ نے ابوبکر کی طرف سے عمر کو جانشین بنانے کے بارے میں اعتراض کیا اور کہا : اللہ کو کیا جواب دو گے کہ جبکہ آپ نے ایک بدزبان اور سخت مزاج انسان کو ہمارے لئے اپنا جانشین اور ہمارا حاکم بنایا ہے ؟

الحراني، أحمد بن عبد الحليم بن تيمية أبو العباس (متوفى 728هـ)، منهاج السنة النبوية، ج 6، ص 155، تحقيق د. محمد رشاد سالم، ناشر: مؤسسة قرطبة، الطبعة: الأولى، 1406هـ.

ابن تیمیہ ایک اور جگہ پر لکھتا ہے :

لما استخلفه أبو بكر كره خلافته طائفة حتى قال طلحة ماذا تقول لربك إذا وليت علينا فظا غليظا.

ابوبکر نے عمر کو اپنا جانشین بنایا، اصحاب کی ایک جماعت اس پر ناراض ہوا ،یہاں تک کہ طلحہ نے کہا : اللہ کو کیا جواب دو گے جبکہ ایک بدزبان اور سخت دل انسان کو ہمارے اوپر مسلط کیا ہے ۔

الحراني، أحمد بن عبد الحليم بن تيمية أبو العباس (متوفى 728هـ)، منهاج السنة النبوية، ج 7، ص 461، تحقيق د. محمد رشاد سالم، ناشر: مؤسسة قرطبة، الطبعة: الأولى، 1406هـ.

صحابہ کا عمر سے تقیہ :

تاریخی نقلوں کے مطابق بعض اصحاب عمر سے ڈر کی وجہ سے اپنی رائے کا اظہار نہیں کرتے تھے اور حقیقت کو بیان نہیں کرتے تھے ۔

1. ابو ہریرہ کا عمر سے خوف:

ابو ہریرہ عمر بن خطاب کی موت کے بعد کہتا تھا :

إِنِّي لأَحَدُّثُ أَحَادِيثَ لَوْ تَكَلَّمْتُ بِهَا فِي زَمَنِ عُمَرَ أَوْ عِنْدَ عُمَرَ، لَشَجَّ رَأْسِي.

میں ایسی احادیث نقل کر رہا ہوں کہ اگر ان کو عمر کے دور میں یا عمر کے اس نقل کرتا تو میرا سر پھوڑتا !.

الذهبي، شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان، (متوفاي748هـ)، سير أعلام النبلاء، ج 2، ص 601، تحقيق: شعيب الأرنؤوط، محمد نعيم العرقسوسي، ناشر: مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة: التاسعة، 1413هـ.

القرشي الدمشقي، إسماعيل بن عمر بن كثير أبو الفداء (متوفاي774هـ)، البداية والنهاية، ج 8، ص 107، ناشر: مكتبة المعارف - بيروت.

ابن عبد البر لکھتا ہے :

وقال أبو هريرة: لقد حدثتكم بأحاديث لو حدثت بها زمن عمر، لضربني عمر بالدرّة.

ابو ہریرہ کہتا تھا : میں ابھی ایسی احادیث نقل کر رہا ہوں کہ اگر عمر کے دور میں ، انہیں نقل کرتا تو مجھے تازیانہ مارتا ۔

النمري، يوسف بن عبد البر (متوفاي463هـ)، جامع بيان العلم وفضله، ج 2، ص 121، ناشر: دار الكتب العلمية - بيروت - 1398هـ.

ذہبی نے لکھا ہے :

قال أبو سلمة: سألت أبا هريرة: أ كنت تحدث في زمان عمر هكذا؟ قال أبو هريرة: لو كنت أحدث في زمان عمر، مثل ما أحدثكم، لضربني بمخفقتي.

ابوسلمہ نے ابوہریرہ سے پوچھا : کیا عمر کا دور ہوتا تو ابھی کی طرح حدیث نقل کرتے ؟ کہا : اگر ابھی کی طرح عمر کے دور میں حدیث نقل کرتا تو مجھے تازیانہ مارتا.

الذهبي، شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان، (متوفاي748هـ)، تذكرة الحفاظ، ج 1، ص 7، ناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الأولى.

ابن کثیر دمشقی نے ابوہریرہ سے نقل کیا ہے :

وقال: ما كنّا نستطيع أن نقول قال رسول الله (ص) حتّى قبض عمر.

تا جس وقت عمر زندہ تھا اس وقت ہم میں حدیث نقل کرنے کی جرات نہیں تھی .

الذهبي، شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان، (متوفاي 748ھ)، سير أعلام النبلاء، ج 2، ص 602، تحقيق: شعيب الأرنؤوط، محمد نعيم العرقسوسي، ناشر: مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة: التاسعة، 1413ھ۔

القرشي الدمشقي، إسماعيل بن عمر بن كثير أبو الفداء (متوفاي 774ھ)، البداية والنهاية، ج 8، ص 107، ناشر: مكتبة المعارف - بيروت۔

2. ابن عباس عمر سے ڈرتا تھا :

بخاری نے نقل کیا ہے :

عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ، أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يُحَدِّثُ أَنَّهُ قَالَ مَكَثْتُ سَنَةً أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَنْ آيَةٍ، فَمَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَسْأَلَهُ هَيِّبَةً لَهُ. حَتَّى خَرَجَ حَاجًّا فَخَرَجْتُ مَعَهُ فَلَمَّا رَجَعْتُ وَكُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ عَدَلُ إِلَى الْأَرَاكِ لِحَاجَةٍ لَهُ قَالَ: فَوَقَفْتُ لَهُ حَتَّى فَرَغَ سِرَّتْ مَعَهُ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مِنَ اللَّتَانِ تَظَاهَرَتَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَزْوَاجِهِ فَقَالَ تِلْكَ حَفْصَةُ وَعَائِشَةُ. قَالَ فَقُلْتُ وَاللَّهِ إِنْ كُنْتُ لِأُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْ هَذَا مُنْذُ سَنَةٍ، فَمَا أَسْتَطِيعُ هَيِّبَةً لَكَ.

ابن عباس نے بیان کیا کہ میں نے عمر سے ان عورتوں کے متعلق سوال کرنا چاہا جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اوپر زور کیا تھا۔ ایک سال اسی فکر میں رہا اور مجھے کوئی موقع نہیں ملتا تھا آخر ان کے ساتھ حج کے لیے نکلا (واپسی میں) جب ہم مقام ظہران میں تھے تو عمر رفع حاجت کے لیے گئے۔ پھر کہا کہ میرے لیے وضو کا پانی لاؤ، میں ایک برتن میں پانی لایا اور ان کو وضو کرانے لگا اس وقت مجھ کو موقع ملا۔ میں نے عرض کیا امیرالمؤمنین! وہ عورتیں کون تھیں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مقابل ایسا کیا تھا؟ ابھی میں نے اپنی بات پوری نہ کی تھی انہوں نے کہا کہ وہ عائشہ اور حفصہ تھیں۔

البخاري الجعفي، محمد بن إسماعيل أبو عبد الله (متوفاي 256ھ)، صحيح البخاري، ج 4، ص 1866، ح 4629، كتاب التفسير، باب تَبْنِي مَرْضَاتِ أَزْوَاجِكَ، تحقيق د. مصطفى ديب البغا، ناشر: دار ابن كثير، اليمامة - بيروت، الطبعة: الثالثة، 1407 هـ - 1987 م

طبری اور ابن اثیر نے ابن عباس سے نقل کیا ہے :

ایک دن عمر نے مجھ سے پوچھا : کیا جانتے ہو کہ حضرت محمد (ص) کی وفات کے بعد آپ کی قوم [قریش] نے کیوں خلافت کو (بنی ہاشم) سے دور رکھی ؟

ابن عباس کہتے ہیں کہ میں جواب نہیں دینا چاہتا تھا ، میں نے گھا اگ اس کی علت سے میں واقف نہ ہو تو امیر المومنین مجھے اس سے آگاہ کریں گے ۔ کہا کیونکہ لوگ نہیں چاہتے تھے کہ نبوت اور خلافت ایک ہی گھر میں جمع ہوجائے ، اگر ایسا ہوتا تو تم لوگ ، فخر کرتے اسی لئے قریش نے خود ہی خلیفہ کا انتخاب کیا اور وہ لوگ اس انتخاب میں کامیاب بھی ہوئے ۔

میں نے جواب میں کہا :

إِنْ تَأْذَنْ لِي فِي الْكَلَامِ وَتَمُطِ عَنِّي الْغَضَبَ تَكَلَّمْتُ.

کیا اجازت دو گے کہ میں بھی بات کروں، آپ ناراض نہ ہو میں اس کی علت بتا دیتا ہوں ؟

عمر نے مجھے اجازت دی اور میں نے بنی ہاشم کو خلافت سے دور رکھنے کی وجہ بتائی (طبری نے ابن عباس کی باتوں کو نقل کیا ہے ، اب خلیفہ دوم ابن عباس کی باتوں کی وجہ سے سخت ناراض ہوا اور کہا :

أَبْتَ وَاللَّهِ قُلُوبَكُمْ يَا بَنِي هَاشِمٍ إِلَّا حَسَدًا مَا يَحُولُ، وَضِغْنًا وَغَشًّا مَا يَزُولُ

اللہ کی قسم ! تم بنی ہاشم کے دلوں میں حسد ہے جو ختم نہیں ہوگا اور تمہارے کینہ توزی اور دشمنی ختم نہیں ہوگی ۔

میں نے جواب میں کہا :

مَهْلًا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! لَا تَصِفْ قُلُوبَ قَوْمٍ أَذْهَبَ اللَّهُ عَنْهُمْ الرَّجْسَ وَطَهَّرَهُمْ تَطْهِيرًا.

امیر المؤمنین! سنبھل کر بولنا؛ ان کے دلوں کو کینہ توزی اور حسد کے ساتھ توصیف نہ کرئے کہ جن کو اللہ نے ہر قسم کی پلیدگی سے دور رکھا ہے کیونکہ پیامبر (ص) کا قلب نہی بنی ہاشم کا ہی قلب تو ہے ۔

ابن عباس نے سورہ احزاب کی آیت نمبر 33 کی طرف اشارہ کیا ہے :

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا). بِالْحَسَدِ وَالْغَشِّ.

عمر کو غصہ آیا اور کہا :

إِلَيْكَ عَنِّي يَا ابْنَ عَبَّاسٍ.

ارے ابن عباس مجھ سے دور ہوجاؤ!

میں اٹھا تو مجھے پھر بٹھا یا اور میری دلجوئی کے لئے کچھ باتیں کی ۔

الطبري، أبي جعفر محمد بن جرير (متوفى 310هـ)، تاريخ الطبري، ج 2، ص 578، ناشر: دار الكتب العلمية - بيروت.

الشيبياني، أبو الحسن علي بن أبي الكرم محمد بن محمد بن عبد الكريم (متوفى 630هـ)، الكامل في التاريخ، ج 2، ص 458، تحقيق عبد الله القاضي، ناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الثانية، 1415هـ.

3. عمر ياسر کا عمر سے ڈرنا :

أَنَّ رَجُلًا، أَتَى عُمَرَ فَقَالَ: إِنِّي أَجْتَبْتُ فَلَمْ أَجِدْ مَاءً. فَقَالَ: لَا تُصَلِّ. فَقَالَ عَمَّارٌ: أَمَا تَذْكُرُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ أَنَا وَأَنْتَ فِي سَرِيَّةٍ فَأَجْنَبْنَا فَلَمْ نَجِدْ مَاءً فَأَمَّا أَنْتَ فَلَمْ تُصَلِّ وَأَمَّا أَنَا فَتَمَعَّكْتُ فِي الثَّرَابِ وَصَلَّيْتُ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وسلم: «إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَضْرِبَ بِيَدَيْكَ الْأَرْضَ ثُمَّ تَنْفُخَ ثُمَّ تَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَكَ وَكَفَّيَكَ». فَقَالَ عُمَرُ: أَتَقِي اللَّهَ يَا عَمَّارُ. قَالَ: إِنْ شِئْتُ لَمْ أُحَدِّثْ بِهِ.

عبدالرحمن بن ابزی نے نقل کیا ہے ایک شخص عمر کے پاس آیا اور کہنے لگا: مجھے جنابت ہوئی اور پانی نہ ملا، عمر نے جواب دیا : نماز نہ پڑھنا۔ عمار نے کہا: اے امیرالمؤمنین! آپ کو یاد نہیں، جب میں اور آپ لشکر کے ایک گروہ میں تھے پھر ہم کو جنابت ہوئی اور پانی نہ ملا، آپ نے تو نماز نہیں پڑھی لیکن میں مٹی میں لوٹا اور نماز پڑھ لی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: ”تجھے کافی تھا اپنی دونوں ہاتھ زمین پر مارنا پھر ان کو پھونکنا پھر مسح کرنا منہ اور دونوں پہنچوں پر۔“ عمر نے کہا: اللہ سے ڈر اے عمار! (یعنی سوچ سمجھ کر حدیث بیان کر) عمار نے کہا: اگر آپ کہیں تو میں یہ حدیث بیان نہیں کروں گا ۔۔

النيسابوري، مسلم بن الحجاج أبو الحسين القشيري (متوفاي 261هـ)، صحيح مسلم، ج 1، ص 280، ح 368، باب التيمم، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، ناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت.

قابل توجہ بات یہ ہے کہ قرآن مجید نے تیمم کے حکم کو واضح طور پر بیان کیا ہے :

وَإِنْ كُنْتُمْ مَرَضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنْكُم مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا. النساء / 43.

ور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا ہو یا تم نے عورتوں سے مباشرت کی ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی کا قصد کرو اور اپنے منہ اور اپنے ہاتھ مل لو۔

کیسے ہوسکتا ہے کہ جناب خلیفہ کو اس قرآنی واضح حکم کا علم نہ ہو؟!

اب عجیب بات یہ ہے کہ جناب عمار کو منع کرتا ہے کہ خلیفہ کی نظر کے خلاف حدیث نقل کرنے سے ڈرو !!

4. قَرْظَةُ بَنِ كَعْبٍ كَا عَمْرٍ سَے ڈرنا :

طحاوی نے شرح مشکل الآثار میں، ابن عبد البر نے جامع بیان العلم میں اور ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں لکھا ہے :

فَلَمَّا قَدِمَ قَرْظَةُ (أَيِ الْعِرَاقِ) قَالُوا: حَدَّثْنَا، قَالَ: نَهَانَا عَمْرٍ.

قَرْظَةُ بَنِ كَعْبٍ عِرَاقُ گِیا اور لوگوں نے ان سے حدیث نقل کرنے کے لئے کہا تو اس نے جواب دیا : عمر نے حدیث نقل کرنے سے مجھے منع کیا ہے ۔

الطحاوي، أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة (متوفاي 321هـ)، شرح مشکل الآثار، ج 15، ص 317، تحقيق شعيب الأرناؤوط، ناشر: مؤسسة الرسالة - لبنان/ بيروت، الطبعة: الأولى، 1408هـ - 1987م.

النمري، يوسف بن عبد البر (متوفاي 463هـ)، جامع بيان العلم وفضله، ج 2، ص 121، ناشر: دار الكتب العلمية -

الذهبي، شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان، (متوفاي748ھ)، تذكرة الحفاظ، ج 1، ص 7، ناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الأولى.

حاکم نیشابوری نے اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے :

هذا حديث صحيح الإسناد له طرق تجمع ويذاكر بها.

یہ حدیث کئی طرق سے نقل ہوئی ہیں اور یہ صحیح ہے علمی محفلوں میں سے اسے بحث ہوتی ہے -

النيسابوري، محمد بن عبدالله أبو عبدالله الحاکم (متوفاي405 ھ)، المستدرک علی الصحیحین، ج 1، ص 183، تحقیق مصطفیٰ عبد القادر عطا، ناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الأولى، 1411ھ - 1990م

5. صحابہ کو قید میں رکھنا تاکہ احادیث نقل نہ کرسکے -

ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں نقل کیا ہے :

إِنَّ عمر حبس ثلاثة: ابن مسعود أبا الدرداء وأبامسعود الأنصاري فقال: لقد أكثرتم الحديث عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم.

عمر، نے تین اصحاب کو یعنی ابن مسعود، ابودرداء، اور ابومسعود انصاری کو زندان میں ڈالا اور ان سے کہا اس لئے تم لوگوں کو زندان میں ڈالا ہوں کیونکہ تم لوگ رسول اللہ (ص) سے بہت زیادہ احادیث نقل کرتے ہو -

الذهبي، شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان، (متوفاي748ھ)، تذكرة الحفاظ، ج 1، ص 7، ناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الأولى.

سير اعلام النبلاء میں نقل ہوا ہے :

شعبة عن سعد بن إبراهيم عن أبيه أن عمر قال لابن مسعود وأبي ذر وأبي الدرداء ما هذا الحديث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وأحسبه حبسهم بالمدينة حتى أصيب.

سعد بن ابراہیم نے اپنے والد سے نقل کیا ہے : خلیفہ دوم نے ابن مسعود، ابوالدرداء اور ابوذر سے کہا : کیوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اتنی زیادہ روایتیں نقل کرتے ہو ؟ میرے خیال میں اسی وجہ سے ان لوگوں کو مدینہ سے نکلنے پر پابندی لگائی اور یہ پابندی عمر کے مرنے تک باقی رہی -

الذهبي، شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان، (متوفاي748ھ)، سير أعلام النبلاء، ج 2، ص 345، تحقيق: شعيب الأرنؤوط، محمد نعيم العرقسوسي، ناشر: مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة: التاسعة، 1413ھ.

6. عمر اور اصحاب کو تکلیف دینا :

حدیث نقل کرنے کے بارے میں خلیفہ دوم اور ابوموسیٰ اشعری کے بارے میں ایک بحث ہوئی اس وقت ابی بن کعب بھی وہاں موجود تھا، ابی نے عمر کے سخت رویے کو دیکھ کر کہا:

یا ابن الخطاب فلا تكوننّ عذاباً علی أصحاب رسول الله.

اے خطاب کے بیٹے رسول خدا (ص) کے اصحاب کے لئے عذاب کا سبب مت بنو !.

النيسابوري، مسلم بن الحجاج أبو الحسين القشيري (متوفاي 261هـ)، صحيح مسلم، ج 3، ص 1696، ح 5526، كتاب الاستئذان (الآداب)، باب الإستئذان، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، ناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت.

7. عثمان بن حنيف کا چہرہ زخمی کرنا :

ذہبی نے تاریخ الإسلام میں نقل کیا ہے :

... عن حريث بن نوفل بن مساحق قال: انتجى عمر وعثمان بن حنيف في المسجد والناس محيطون بهما، فلم يزالا يتجادلان في الرأي حتى أغضب عثمان عمر، فقبض من حصاء المسجد قبضة ضرب بها وجه عثمان، فشج الحصى بجبهته آثاراً من شجاج، فلما رأى عمر كثرة تسرب الدم على لحيته قال: إمسح عنك الدم، فقال: يا أمير المؤمنين لا يهولنك، فوالله إني لأنتهك ممن وليتني أمره من رعيتك أكثر مما انتهكت مني...

حريث بن نوفل کہتا ہے : ایک دن عمر بن خطاب اور عثمان بن حنيف نے مسجد میں ایک دوسرے سے بحث کی اور ایک دوسرے سے جگھڑنے لگے، لوگ بھی ان کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے، اچانک عمر غضبناک ہوا اور مسجد سے ایک مشت کنکریاں اٹھا کر عثمان کے چہرے پر مارا اس سے عثمان کی پیشانی زخمی ہوئی اور جب عمر نے دیکھا کہ اس سے زیادہ خون نکل رہا ہے تو کہنے لگا اپنے خون کو پاک کرو ۔

عثمان نے کہا : اے امیرالمؤمنین! نہ ڈرے ! اللہ کی قسم، جن لوگوں کی طرف مجھے آپ نے بھیجا تھا، ان کی طرف سے آپ کی طرف سے کی ہوئی بے احترامی سے زیادہ بے احترامی دیکھی ہے ۔

الذهبي، شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان، (متوفاي 748هـ)، تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام، ج 4، ص 81، تحقيق د. عمر عبد السلام تدمري، ناشر: دار الكتاب العربي - لبنان/ بيروت، الطبعة: الأولى، 1407هـ - 1987م.

الباغندي، الإمام الحافظ أبو بكر محمد بن محمد بن سليمان (متوفاي 312هـ)، مسند عمر بن عبد العزيز، ج 1، ص 102، تحقيق: محمد عوامة، ناشر: مؤسسة علوم القرآن - دمشق، 1404هـ.

8. معاویہ کا مار کھانا :

ذہبی نے سیر أعلام النبلاء میں، ابن کثیر دمشقی نے البداية والنهاية میں اور ابن حجر نے الإصابة میں لکھا ہے :

دخل معاوية على عمر وعليه حلة خضراء فنظر إليها الصحابة فلما رأى ذلك عمر وثب إليه بالدرّة فجعل يضربه بها وجعل معاوية يقول يا أمير المؤمنين الله الله في فرجع عمر إلى مجلسه فقال له القوم لم ضربته يا أمير المؤمنين وما في قومك مثله فقال والله ما رأيت إلا خيرا وما بلغني إلا خير ولو بلغني غير ذلك لكان مني إليه غير ما رأيتم ولكن رأيته وأشار بيده فأحببت أن أضع منه ما شمش....

معاویہ سبز رنگ کا ایک نیا لباس پہن کر عمر کے پاس پہنچا ، اصحاب اس کی طرف متوجہ ہوئے ۔ عمر اپنی جگہ سے اٹھا اور معاویہ کو تازیانہ مارنا شروع کیا ، معاویہ نے کہا : کیوں مجھے مار رہے ہو ؟ عمر نے کچھ نہیں کہا اور اپنی جگہ پر بیٹھ گیا ۔

اصحاب نے پوچھا : کیوں اس جوان کو آپ نے مارا ۔ یہ تو آپ کے پارٹی کے اچھے لوگوں میں سے ہے ؟ کہا : میں نے معاویہ سے جو دیکھا اچھا ہی دیکھا اور جو سنا اچھا ہی سنا ۔ لیکن مجھے ایسا لگا کہ اس لباس کو پہنے سے وہ مغرور ہوا ہے لہذا اس کو سبق دینا چاہا اور غرور کو اس سے دور کرنا چاہا ۔

الذهبي، شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان، (متوفاي748هـ)، سير أعلام النبلاء، ج 3، ص 135، تحقيق: شعيب الأرنؤوط، محمد نعيم العرقسوسي، ناشر: مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة: التاسعة، 1413هـ.

القرشي الدمشقي، إسماعيل بن عمر بن كثير أبو الفداء (متوفاي774هـ)، البداية والنهاية، ج 8، ص 125، ناشر: مكتبة المعارف - بيروت.

العسقلاني الشافعي، أحمد بن علي بن حجر أبو الفضل (متوفاي852هـ)، الإصابة في تمييز الصحابة، ج 6، ص 154، تحقيق علي محمد البجاوي، ناشر: دار الجيل - بيروت، الطبعة: الأولى، 1412هـ - 1992م.

9. عورتوں کے ساتھ نماز پڑھنے والوں کی پٹائی :

نووی نے المجموع میں لکھا ہے :

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نَهَى الرَّجَالَ أَنْ يَطُوفُوا مَعَ النِّسَاءِ فَرَأَى رَجُلًا يُصَلِّي مَعَ النِّسَاءِ فَضَرَبَهُ بِالدَّرَّةِ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ: وَاللَّهِ لَئِنْ كُنْتُ أَحْسَنْتُ لَقَدْ ظَلَمْتَنِي، وَلَئِنْ كُنْتُ أَسَأْتُ فَمَا أَعْلَمْتَنِي فَقَالَ عُمَرُ أَمَّا شَهِدْتُ عَزِيمَتِي قَالَ مَا شَهِدْتُ لَكَ عَزْمَةً فَأَلْقَى إِلَيْهِ الدَّرَّةَ، وَقَالَ أَقْتَصَّ قَالَ لَا أَقْتَصُّ الْيَوْمَ قَالَ فَأَعْفُ قَالَ لَا أَعْفُو فَأَفْتَرَقَا عَلَى ذَلِكَ ثُمَّ لَقِيَهُ مِنَ الْعَدِ فَتَغَيَّرَ لَوْنُ عُمَرَ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ كَأَنِّي أَرَى مَا كَانَ مِنِّي قَدْ أَسْرَعَ فِيكَ، قَالَ: أَجَلْ، قَالَ: فَاشْهَدْ أَنِّي قَدْ عَفَوْتُ عَنْكَ.

عمر بن خطاب، مردوں اور عورتوں کا ایک ساتھ طواف کرنے سے منع کرتا تھا ،ایک دن دیکھا کہ ایک شخص عورتوں کے درمیان نماز پڑھ رہا ہے ، عمر نے اس پر تازیانہ مارا تو اس شخص نے کہا اللہ کی قسم اگر میں نے اچھا کام کیا ہے تو آپ نے میرے اوپر ظلم کیا ہے اور اگر میں نے برا کام انجام دیا ہے تو تعلیم دینے کا یہ اچھا طریقہ نہیں ہے ۔ !

عمر نے کہا: قصاص کرو ، اس شخص نے کہا : قصاص نہیں کروں گا ، عمر نے کہا : پس مجھے بخش دئے ،اس

شخص نے کہا : نہیں بخشتا ہوں ۔

دونوں ایک دوسرے سے جدا ہوئے دوسرے دن عمر نے اس شخص کو دیکھا تو چہرے کا رنگ تبدیل ہوا اس شخص نے کہا: یا امیر المومنین ،مجھے سے پہلے آپ نے رد عمل دکھایا ؟ عمر نے کہا : ہاں ۔ اس شخص نے کہا : میں نے آپ کو بخش دیا ۔

الماوردي البصري الشافعي، علي بن محمد بن حبيب (متوفاي450ھ)، الحاوي الكبير في فقه مذهب الإمام الشافعي وهو شرح مختصر المزني، ج 17، ص 29، تحقيق الشيخ علي محمد معوض - الشيخ عادل أحمد عبد الموجود، ناشر: دار الكتب العلمية - بيروت - لبنان، الطبعة: الأولى، 1419 هـ -1999 م؛

النووي، أبي زكريا محيي الدين (متوفاي676 هـ)، المجموع، ج 20، ص 236، ناشر: دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، التكملة الثانية؛

ضياء الدين القرشي، محمد بن محمد بن أحمد بن أبي زيد بن الأخوة، معالم القربة، ج 1، ص 34، (متوفاي729ھ).

10حجاج کی تلوار سے زیادہ عمر کا تازیانہ خوفناک تھا:

عمر کے تازیانہ کا اتنا خوف لوگوں کے دلوں میں بٹھایا ہوا تھا کہ اہل سنت کے بعض بزرگوں نے اس تازیانہ کو حجاج جیسے سفاک شخص کی تلوار سے زیادہ خوفناک کہا ہے ۔

ثعالبی نے الإعجاز و الإيجاز میں ، زمخشری نے ربیع الأبرار میں ، ابن خلکان نے وفات الأعیان میں ، شربینی نے مغنی المحتاج میں اور بہت سے اہل سنت کے علما نے نقل کیا ہے:

قال الشعبي: كانت دِرَّة عمر أهيـب من سيف الحجاج.

شعبی کہتا تھا: عمر کا تازیانہ حجاج کی تلوار سے زیادہ خوفناک تھا..

الثعالبي، أبو منصور عبد الملك عبد الملك بن محمد بن إسماعيل (متوفاي429ھ)، الإعجاز والإيجاز، ج 1، ص 37، ناشر: دار الغصون - بيروت / لبنان - 1405ھ - 1985م، الطبعة: الثالثة؛

و ثمار القلوب في المضاف والمنسوب، ج 1، ص 85، پیشین، ناشر: دار المعارف - القاهرة؛

الزمخشري، أبو القاسم محمود بن عمرو بن أحمد جار الله (متوفاي538ھ) ربیع الأبرار، ج 1، ص 309؛

إبن خلکان، أبو العباس شمس الدين أحمد بن محمد بن أبي بكر (متوفاي681ھ)، وفيات الأعیان و انباء أبناء الزمان، ج 3، ص 14، تحقيق احسان عباس، ناشر: دار الثقافة - لبنان؛

الشربيني، محمد الخطيب (متوفاي977ھ)، مغني المحتاج إلى معرفة معاني ألفاظ المنهاج، ج 4، ص 390، ناشر: دار الفكر - بيروت؛

الفزاري القلقشندي، أحمد بن علي بن أحمد (متوفاي 821هـ)، صبح الأعشى في كتابة الإنشاء، ج 14، ص 143، تحقيق عبد القادر زكار ناشر: وزارة الثقافة - دمشق - 1981؛

الشرواني، عبد الحميد، حواشي الشرواني على تحفة المحتاج بشرح المنهاج، ج 10، ص 134، ناشر: دار الفكر - بيروت.

قابل توجه بات یہ ہے کہ شعبی عامر بن شرحبیل متوفای 105ھ، عمر بن عبد العزیز اور کوفہ کا مفتی تھا۔
طبری لکھتا ہے :

هو أول من حمل الدرة وضرب بها.

عمر وہ پہلا شخص ہے جو تازیانہ اٹھاتا اور لوگوں کو تازیانے مارتا۔

الطبري، أبي جعفر محمد بن جرير (متوفاي 310ھ)، تاريخ الطبري، ج 2، ص 570، ناشر: دار الكتب العلمية - بيروت؛

الشيواني، أبو الحسن علي بن أبي الكرم محمد بن محمد بن عبد الكريم (متوفاي 630ھ)، الكامل في التاريخ، ج 2، ص 454، تحقيق عبد الله القاضي، ناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الثانية، 1415ھ؛

أبو الفداء عماد الدين إسماعيل بن علي (متوفاي 732ھ)، المختصر في أخبار البشر، ج 1، ص 113؛

القرشي الدمشقي، إسماعيل بن عمر بن كثير أبو الفداء (متوفاي 774ھ)، البداية والنهاية، ج 7، ص 133، ناشر: مكتبة المعارف - بيروت.

بلاذري اور طبری کے نقل کے مطابق ، عمر کے پاس لوگوں میں تقسیم کرنے کے لئے ایک مال آیا ، لوگ جمع ہوئے ، اس وقت سعد بن ابی وقاص (صحابی معروف) لوگوں کو ہٹاتے ہوئے عمر کے پاس پہنچا۔

فَعَلَاهُ عُمَرُ بِالْذُّرَّةِ وَقَالَ: إِنَّكَ أَقْبَلْتَ لَا تَهَابُ سُلْطَانَ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ.

عمر نے تازیانہ اٹھا کر سعد کو مارا اور اس سے کہا :تم اس طرح میری طرف آہا گویا تم زمین پر اللہ کے سلطان اور حاکم سے نہیں ڈرتا۔ ؟

الزهري، محمد بن سعد بن منيع أبو عبد الله البصري (متوفاي 230ھ)، الطبقات الكبرى، ج 3، ص 287، ناشر: دار صادر - بيروت؛

البلاذري، أحمد بن يحيى بن جابر (متوفاي 279ھ) أنساب الأشراف، ج 3، ص 403؛

الطبري، أبي جعفر محمد بن جرير (متوفاي 310ھ)، تاريخ الطبري، ج 2، ص 571، ناشر: دار الكتب العلمية - بيروت.

بلاذری نے ایک شخص کے بارے میں نقل کیا ہے :

وَأَتَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَحَمَلَ عَلَيْهِ بِالْذُّرَّةِ فَهَرَبَ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ.

ابومطر عمر کے پاس آیا ، عمر نے تازیانہ اٹھا کر اس پر حملہ کیا تو وہ شخص بھاگ نکلا، اس سے لوگوں نے پوچھا کہ تم بھاگے کیوں؟ اس نے جواب میں کہا:

وَكَيْفَ لَا أَهْرَبُ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ يَضْرِبُنِي وَلَا أَضْرِبُهُ

میں ایسے شخص کے ہاتھوں سے کیوں نہ بھاگوں کہ جو مجھے مرتا ہے لیکن میں اس کو نہیں مار سکتا ۔

البلاذري، أحمد بن يحيى بن جابر (متوفاي279هـ) أنساب الأشراف، ج 4، ص 214،

قابل توجہ بات یہ ہے کہ بلاذری نے اس واقعے کو نقل تو کیا ہے لیکن اس کو مارنے کی علت بیان نہیں کیا ہے ۔

11 : نماز کی صف میں آگے یا پیچھے گھڑے ہونے والوں کو تازیانہ مارنا

بلاذری نے أنساب الاشراف میں ، ابن سعد نے طبقات میں اور اسی طرح دوسرے بعض مورخین نے عمرو بن میمون سے نقل کیا ہے :

وَكَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَا يُكَبِّرُ حَتَّى يَسْتَقْبِلَ الصَّفَّ الْمُقَدَّمَ بِوَجْهِهِ، فَإِنْ رَأَى رَجُلًا مُتَقَدِّمًا مِنَ الصَّفِّ أَوْ مُتَأَخِّرًا صَرَبَهُ بِالذُّرَّةِ.

تکبیرۃ الاحرام سے پہلے عمر کا طریقہ کار یہ تھا وہ پہلی صف پر نظر ڈالتا اور اگر یہ دیکھتا کہ کوئی صف سے آگے یا پیچھے ہیں تو تازیانہ اٹھا کر اس کو مارتا ۔

الزهري، محمد بن سعد بن منيع أبو عبد الله البصري (متوفاي230هـ)، الطبقات الكبرى، ج 3، ص 340 - 341،
ناشر: دار صادر - بيروت.

الدينوري، أبو محمد عبد الله بن مسلم ابن قتيبة (متوفاي276هـ)، الإمامة والسياسة، ج 1، ص 23، تحقيق:
خليل المنصور، ناشر: دار الكتب العلمية - بيروت - 1418هـ - 1997م

البلاذري، أحمد بن يحيى بن جابر (متوفاي279هـ) أنساب الأشراف، ج 3، ص 433،

العسقلاني الشافعي، أحمد بن علي بن حجر أبو الفضل (متوفاي852هـ)، فتح الباري شرح صحيح البخاري، ج 7،
ص 62، تحقيق: محب الدين الخطيب، ناشر: دار المعرفة - بيروت.

12. بچے کو نیا لباس پہنے کی وجہ سے پٹائی:

عبد الرزاق صنعانی نے نقل کیا ہے :

عن عكرمة بن خالد قال: دخل ابن لعمر بن الخطاب عليه وقد ترجل ولبس ثيابا حسانا، فضربه عمر بالدرة حتى أبكاه، فقالت له حفصة: لم يكن فاحشا، لم ضربته؟ فقال: رأيته قد أعجبته نفسه، فأحببت أن أصغرها إليه.

عكرمة بن خالد سے نقل ہوا ہے کہ عمر بن خطاب کے بیٹوں میں سے ایک نے نیا لباس پہنا اور اپنے باپ کے پاس گیا تو اس کو اتنا مارا کہ اس نے رونا شروع کیا، حفصہ نے کہا: اس نے غلط کام انجام نہیں دیا ہے کیوں اس کو مارا؟ عمر نے کہا: میں نے یہ احساس کیا کہ نیا لباس پہنے کی وجہ سے وہ کچھ مغرور ہوا ہے لہذا اس کے غرور کو ختم کرنا چاہا۔

الصنعاني، أبو بكر عبد الرزاق بن همام (متوفى 211هـ)، المصنف، ج 10، ص 416، تحقيق حبيب الرحمن الأعظمي، ناشر: المكتب الإسلامي - بيروت، الطبعة: الثانية، 1403هـ.

السيوطي، عبد الرحمن بن أبي بكر (متوفى 911هـ)، تاريخ الخلفاء، ج 1، ص 142، تحقيق: محمد محي الدين عبد الحميد، ناشر: مطبعة السعادة - مصر، الطبعة: الأولى، 1371هـ - 1952م.

13. جارود عامري کی پٹائی :

نمیری نے تاریخ المدینہ میں ، ابن ابي الدنيا نے الصمت وآداب اللسان میں اور غزالی نے احیاء علوم الدین میں نقل کیا ہے :

كَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَاعِدًا وَمَعَهُ الدَّرَّةُ وَالنَّاسُ حَوْلَهُ، إِذْ أَقْبَلَ الْجَارُودُ، فَقَالَ رَجُلٌ: هَذَا سَيِّدُ رَبِيعَةَ، فَسَمِعَهُ عُمَرُ وَمَنْ حَوْلَهُ وَسَمِعَهُ الْجَارُودُ، فَلَمَّا دَنَا مِنْهُ خَفَقَهُ بِالدَّرَّةِ، فَقَالَ: مَا لِي وَلَكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟ فَقَالَ: مَا لِي وَلَكَ؟ أَمَّا لَقَدْ سَمِعْتَهَا، قَالَ: سَمِعْتُهَا فَمَهْ؟ قَالَ: خَشِيتُ أَنْ يُخَالِطَ قَلْبَكَ مِنْهَا شَيْءٌ، فَأَحْبَبْتُ أَنْ أُطْأِئَ مِنْكَ.

عمر تازیانہ لے کر لوگوں کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے، جارود عامری وہاں پہنچ گیا ، ایک آدمی نے کہا : یہ قبیلہ ربیعہ کا سردار ہے ، سب نے یہ بات سنی .

جس وقت جارود عمر کے نزدیک پہنچا اس کو تازیانہ مارا ، اس نے کہا : یہ کونسا طریقہ ہے کیوں میرے ساتھ ایسا کر رہے ہو ،میرا جرم کیا ہے ؟ عمر نے کہا : کیا تو نے اس شخص کی بات نہیں سنی جو یہ کہہ رہا تھا کہ تو قبیلے کا سردار ہے ؟

اس نے کہا : ہاں اس کی بات میں نے سنی ہے ؟

عمر نے : مجھے یہ خوف ہوا کہ کہیں اس کی باتوں کی وجہ سے تم مغرور نہ ہو لہذا غرور کو تیرے دماغ سے نکالنے کے لئے ایسا کیا ہوں ۔

النميري البصري، أبو زيد عمر بن شبة (متوفى 262هـ)، تاريخ المدينة المنورة، ج 1، ص 366، تحقيق علي محمد دندل وياسين سعد الدين بيان، ناشر: دار الكتب العلمية - بيروت - 1417هـ-1996م؛

ابن أبي الدنيا القرشي البغدادي، أبو بكر عبد الله بن محمد بن عبيد (متوفى 281هـ)، الصمت وآداب اللسان، ج

1، ص 273، تحقیق أبو إسحاق الحويني، ناشر: دار الكتاب العربي - بيروت، الطبعة: الأولى، 1410ھ؛

الغزالي، محمد بن محمد أبو حامد (متوفای 505ھ، إحياء علوم الدين، ج 3، ص 160، ناشر: دار المعرفة - بيروت.

14. كتك زدن زائران بیت المقدس

فاکھی نے اخبار مکہ میں جلال الدین سیوطی نے جامع احادیث میں نقل کیا ہے :

اسْتَأْذَنَ رَجُلٌ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي إِثْنَانِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ، فَقَالَ لَهُ: اذْهَبْ فَتَجَهَّزْ، فَإِذَا تَجَهَّزْتَ فَأَعْلِمْنِي، فَلَمَّا تَجَهَّزَ جَاءَهُ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: اجْعَلْهَا عُمْرَةً. قَالَ: وَمَرَّ بِهِ رَجُلَانِ وَهُوَ يَغْرِضُ إِبِلَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ لَهُمَا: مِنْ أَيْنَ جِئْتُمَا؟ قَالَا: مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ، فَعَلَّاهُمَا بِالدَّرَةِ وَقَالَ: أَحَجَّ كَحَجِّ الْبَيْتِ؟ قَالَ: إِنَّمَا كُنَّا مُجْتَازِينَ.

ایک شخص نے عمر سے بیت المقدس سفر کرنے کی اجازت لی ، عمر نے کہا : جاو اور تیاری کرو اور جانے سے پہلے مجھے اطلاع دو وہ شخص جانے سے پہلے عمر کے پاس آیا ۔ عمر نے کہا : اپنے سفر کو عمرہ قرار دو ۔

راوی کہتا ہے کہ عمر اس وقت اونٹوں کے زکات کا حساب و کتاب کر رہا تھا اس وقت دو لوگ سفر سے واپس آئے اور عمر نے کہا کہاں سے آرہے ہو ؟ ان دونوں نے کہا : بیت المقدس سے آرہے ہیں ۔

عمر نے تازیانہ اٹھا کر انہیں مارنا شروع کیا اور کہا کیا اس کو اللہ کے گھر کی زیارت یہی طرح قرار دیا ؟ ان دونوں نے کہا : ہم وہاں سے گزر رہے تھے ۔

الأزرقي، أبو الوليد محمد بن عبد الله بن أحمد (متوفای 250 ھ)، أخبار مكة وما جاء فيها من الآثار، ج 2، ص 63، تحقيق رشدي الصالح ملحس، ناشر: دار الأندلس للنشر - بيروت - 1996م - 1416ھ؛

الفاكهي، محمد بن إسحاق بن العباس أبو عبد الله (متوفای 275ھ)، أخبار مكة في قديم الدهر وحديثه، ج 2، ص 99، تحقيق د. عبد الملك عبد الله دهيش، ناشر: دار خضر - بيروت، الطبعة: الثانية، 1414ھ؛

السيوطي، جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر، جامع الاحاديث (الجامع الصغير وزوائده والجامع الكبير)، ج 14، ص 258.

14. صحابہ کا عمر سے خوف کی وجہ سے چھپ چھپ کر نماز پڑھنا :

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی سنتوں میں سے ایک یہ تھی کہ عصر کی نماز کے بعد دو رکعت نماز پڑھتے تھے ۔ اصحاب نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی میں عمر کے دور تک یہ نماز پڑھی ۔ لیکن جب عمر کا دور آیا تو عمر نے لوگوں کو اس سنت سے منع کیا ۔ بہت سے موقعوں پر طاقت کا استعمال کرتا تھا اور لوگوں کی پٹائی کرتا تھا ۔

مسلم نیشابوری نے صحیح میں حذیفہ سے نقل کیا ہے :

قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ «أَخْضُوا لِي كَمَا يَلْفِظُ الْإِسْلَامَ». قَالَ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَخَافُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ مَا بَيْنَ السَّبْعِمِائَةِ إِلَى السَّبْعِمِائَةِ؟ قَالَ: «إِنَّكُمْ لَا تَذُرُونَ لَعَلَّكُمْ أَنْ تُبْتَلَوْا». قَالَ فَأَبْتُلِينَا حَتَّى جَعَلَ الرَّجُلُ مِنَّا لَا يُصَلِّي إِلَّا سِرًّا.

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ تھے آنے فرمایا: ”گو کتنے آدمی اسلام کے قائل ہیں۔“ ہم نے کہا: یا رسول اللہ! کیا آپ ڈرتے ہیں ہم پر اور ہم چھ سو آدمیوں سے سات سو تک ہیں، آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: ”ہم نہیں جانتے شاید بلا میں پڑ جاؤ۔“ حذیفہ نے کہا: پھر ایسا ہی ہوا ہم بلا میں پڑ گئے، یہاں تک کہ ہم میں سے بعض نماز بھی چپکے سے پڑھتے۔

النیسابوری، مسلم بن الحجاج أبو الحسین القشیری (متوفای 261ھ)، صحیح مسلم، ج 1، ص 131، ح 149، کتاب الإیمان، باب جَوَازِ الْإِسْتِسْرَارِ لِلْخَائِفِ، تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقي، ناشر: دار إحياء التراث العربي - بیروت.

15. عمر نے نماز عصر پڑھنے کے بعد لوگوں کی پٹائی کی :

عبد الرزاق صنعانی نے زر بن حبیش سے نقل کیا :

رأيت عمر بن الخطاب يضرب على الصلاة بعد العصر.

زر بن حبیش کہتا ہے : میں نے دیکھا کہ عمر نے عصر کے بعد نماز پڑھنے کی وجہ سے لوگوں کی پٹائی کی -

الصنعاني، أبو بكر عبد الرزاق بن همام (متوفای 211ھ)، المصنف، ج 2، ص 429، تحقیق حبيب الرحمن الأعظمي، ناشر: المكتب الإسلامي - بيروت، الطبعة: الثانية، 1403ھ؛

البخاري الجعفي، محمد بن إسماعيل أبو عبدالله (متوفای 256ھ)، التاريخ الكبير، ج 5، ص 85، تحقیق: السيد هاشم الندوي، ناشر: دار الفكر؛

أبو يعلى الموصلي التميمي، أحمد بن علي بن المثنى (متوفای 307 ھ)، مسند أبي يعلى، ج 7، ص 43، تحقیق: حسين سليم أسد، ناشر: دار المأمون للتراث - دمشق، الطبعة: الأولى، 1404 ھ - 1984م؛

العسقلاني الشافعي، أحمد بن علي بن حجر أبو الفضل (متوفای 852ھ) تلخيص الحبير في أحاديث الرافعي الكبير، ج 2، ص 23، تحقیق السيد عبدالله هاشم اليماني المدني، ناشر: - المدينة المنورة - 1384ھ - 1964م.

احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں نقل کیا ہے :

هَشَامٌ عَنْ أَبِيهِ قَالَ خَرَجَ عَمْرٌ عَلَى النَّاسِ يَضْرِبُهُمْ عَلَى السَّجْدَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ

عروہ بن زبیر سے نقل ہوا ہے کہ وہ کہتا ہے: عمر گھر سے باہر نکلا اور لوگوں کی پٹائی شروع کی -

الشیبانی، أحمد بن حنبل أبو عبدالله (متوفای 241ھ)، مسند الإمام أحمد بن حنبل، ج 4، ص 102، ناشر:

العسقلاني الشافعي، أحمد بن علي بن حجر أبو الفضل (متوفى 852هـ)، فتح الباري شرح صحيح البخاري، ج 3، ص 282، تحقيق: محب الدين الخطيب، ناشر: دار المعرفة - بيروت.

ھیثمی بے اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے :

وقد رواه الطبراني ورجاله رجال الصحيح في الكبير والأوسط عن عروة.

اس روایت کو طبرانی نے معجم کبیر اور معجم اوسط میں عروہ سے نقل کیا ہے اور اس کے سارے راوی صحیح کے راوی ہیں -

الهیثمی، علی بن ابی بکر (متوفی 807 هـ)، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ج 2، ص 222، ناشر: دار الریان للتراث / دار الكتاب العربي - القاهرة، بیروت - 1407ھ.

عبد الرزاق نے المصنف اور احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں نقل کیا ہے :

عن زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّهُ رَأَى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَهُوَ خَلِيفَةُ رَكْعٍ بَعْدَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ فَمَشَى إِلَيْهِ فَضَرَبَهُ بِالدَّرَّةِ وَهُوَ يَصْلِي كَمَا هُوَ فَلَمَّا انْتَصَرَ قَالَ زَيْدٌ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَوْلَ اللَّهِ لَا أَدْعُهُمَا أَبَدًا بَعْدَ أَنْ رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيهِمَا....

زید بن خالد جہنی کہتا ہے : عمر بن خطاب نے اپنے دور حکومت میں ،نماز عصر کے بعد مجھے دو رکعت نماز پڑھنے کی وجہ سے تازیانہ مارا -

نماز پڑھنے کے بعد میں نے عمر سے کہا : اللہ کی قسم میں کبھی اس کو نہیں چھوڑوں گا ؛ کیونکہ میں نے رسول اللہ (ص) کو دیکھا کہ آپ اس نماز کو پڑھتے تھے

الصنعاني، أبو بكر عبد الرزاق بن همام (متوفى 211هـ)، المصنف، ج 2، ص 431، تحقيق حبيب الرحمن الأعظمي، ناشر: المكتب الإسلامي - بيروت، الطبعة: الثانية، 1403ھ.

الشيبياني، أحمد بن حنبل أبو عبد الله (متوفى 241هـ)، مسند الإمام أحمد بن حنبل، ج 4، ص 115، ناشر: مؤسسة قرطبة - مصر.

العسقلاني الشافعي، أحمد بن علي بن حجر أبو الفضل (متوفى 852هـ)، فتح الباري شرح صحيح البخاري، ج 2، ص 65، تحقيق: محب الدين الخطيب، ناشر: دار المعرفة - بيروت.

ھیثمی نے اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے :

رواه أحمد والطبراني في الكبير وإسناده حسن.

اس حدیث کو احمد بن حنبل اور طبرانی نے نقل کیا ہے اور اس کی سند حسن ہے ۔

الهیثمی، علی بن ابی بکر (متوفای 807ھ)، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ج 2 ص 223، ناشر: دار الریان للتراث / دار الکتاب العربی - القاهرة، بیروت - 1407ھ۔

عبد الرزاق صنعانی لکھتا ہے :

عن الزهري عن السائب بن يزيد قال: ضرب عمر المنكدر إذ رآه سَبَّحَ بعد العصر.

سائب بن یزید کہتے تھے : عمر نے منکدر کو نماز عصر کے بعد تسبیح کہنے کی وجہ سے مارا ۔

الصنعاني، أبو بكر عبد الرزاق بن همام (متوفای 211ھ)، المصنف، ج 2، ص 429، ح 3964، تحقیق حبیب الرحمن الأعظمی، ناشر: المکتب الإسلامی - بیروت، الطبعة: الثانية، 1403ھ۔

امام مالک نے لکھا ہے :

عن السائب بن يزيد أنه رأى عمر بن الخطاب يضرب المنكدر في الصلاة بعد العصر.

سائب بن یزید نے دیکھا ، عمر بن خطاب منکدر کو نماز عصر کے بعد نماز پڑھنے کی وجہ سے مار رہا تھا ۔

مالك بن أنس أبو عبد الله الأصمعي (متوفای 179)، موطأ الإمام مالك، ج 1، ص 221، کتاب القرآن، باب النهي عن الصلاة فعد الصبح وبعد العصر، تحقیق محمد فؤاد عبد الباقي، ناشر: دار إحياء التراث العربی - مصر۔

عصر کی نماز کے بعد نماز پڑھنا رسول خدا (ص) کی سنت تھی :

اہل سنت کی کتابوں کی طرف رجوع کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ کا یہ کام بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی سنت کے خلاف تھا ۔

بخاری نے نقل کیا ہے :

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الْعَصْرِ رُكْعَتَيْنِ.

امّ سلمہ سے نقل ہوا ہے کہ رسول اللہ (ص) نماز عصر کے بعد دو رکعت نماز ادا کرتے تھے ۔

البخاري الجعفي، محمد بن إسماعيل أبو عبد الله (متوفای 256ھ)، صحيح البخاري، ج 1، ص 146، ح قبل از 565، کتاب مواقيت الصلاة، باب مَا يُصَلَّى بَعْدَ الْعَصْرِ مِنَ الْفَوَائِتِ وَنَحْوَهَا، تحقیق د. مصطفى ديب البغا، ناشر: دار ابن كثير، اليمامة - بيروت، الطبعة: الثالثة، 1407 - 1987.

عائشہ سے نقل ہوا ہے :

قَالَتْ: رُكْعَتَانِ لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُهُمَا سِرًّا وَلَا عَلَانِيَةً رُكْعَتَانِ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ، وَرُكْعَتَانِ

بَعْدَ الْعَصْرِ.

عائشہ کہتی تھی : دو رکعت نماز ہے جس کو رسول اللہ (ص) آشکار اور چھپا کر انجام دیتے تھے اور اس کو کبھی ترک نہیں فرمایا۔ ان میں سے ایک صبح کی نماز سے پہلے اور ایک عصر کی نماز کے بعد ۔

البخاري الجعفي، محمد بن إسماعيل أبو عبدالله (متوفاي256هـ)، صحيح البخاري، ج1، ص147، ح 567 كتاب مواقيت الصلاة، باب مَا يُصَلَّى بَعْدَ الْعَصْرِ مِنَ الْفَوَائِتِ وَنَحْوَهَا، تحقيق د. مصطفى ديب البغا، ناشر: دار ابن كثير، اليمامة - بيروت، الطبعة: الثالثة، 1407 - 1987 .

مسلم نیشابوری نے نقل کیا ہے :

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا تَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ عِنْدِي قَطُّ.

عائشہ کہتی ہے کہ رسول اللہ جب بھی میرے پاس ہوتے تھے آپ نے کبھی بھی نماز عصر کے بعد دو رکعت نماز کو ترک نہیں فرمایا ۔

النيسابوري، مسلم بن الحجاج أبو الحسين القشيري (متوفاي261هـ)، صحيح مسلم، ج 1، ص 572، ح835، باب مَعْرِفَةِ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ كَانَ يُصَلِّيهِمَا النَّبِيُّ، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، ناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت.

بخاری نے عائشہ سے ہی نقل کیا ہے :

قَالَتْ: مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِينِي فِي يَوْمٍ بَعْدَ الْعَصْرِ إِلَّا صَلَّى رَكْعَتَيْنِ.

عائشہ کہتی ہے : رسول اللہ (ص) جب بھی میرے پاس ہوتے، آپ عصر کی نماز کے بعد دو رکعت نماز پڑھنے کو ترک نہیں کرتے ۔

البخاري الجعفي، محمد بن إسماعيل أبو عبدالله (متوفاي256هـ)، صحيح البخاري، ج1، ص147، ح 568 كتاب مواقيت الصلاة، باب مَا يُصَلَّى بَعْدَ الْعَصْرِ مِنَ الْفَوَائِتِ وَنَحْوَهَا، تحقيق د. مصطفى ديب البغا، ناشر: دار ابن كثير، اليمامة - بيروت، الطبعة: الثالثة، 1407 - 1987 .

مسلم نے نقل کیا ہے :

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: مَا كَانَ يَوْمُهُ الَّذِي كَانَ يَكُونُ عِنْدِي إِلَّا صَلَّاهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي. تَعْنِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ.

جناب عائشہ سے نقل ہوا ہے : رسول اللہ (ص) جب بھی میرے پاس ہوتے عصر کی نماز کے بعد دو رکعت نماز پڑھنے کو ترک نہیں فرماتے ۔

النيسابوري، مسلم بن الحجاج أبو الحسين القشيري (متوفاي261هـ)، صحيح مسلم، ج 1، ص 572، ح835، باب

مَعْرِفَةُ الرَّكَعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ كَانَ يُصَلِّيهِمَا النَّبِيُّ، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، ناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت.

ابوایوب انصاری کا عمر سے عصر کے بعد والی نماز کے بارے تقیہ :

عبد الرزاق صنعانی نے نقل کیا ہے :

أَنَّ أَبَا أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ خِلَافَةِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَكَعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ، فَلَمَّا اسْتُخْلِفَ عُمَرُ تَرَكَهُمَا، فَلَمَّا تُوُفِيَ عُمَرُ رَكَعَهُمَا، فَقِيلَ لَهُ: مَا هَذَا؟ فَقَالَ: إِنَّ عُمَرَ كَانَ يَضْرِبُ عَلَيْهِمَا.

ابو ایوب انصاری، عمر کی خلافت سے پہلے عصر کی نماز کے بعد دو رکعت نماز پڑھتے تھے لیکن عمر کے دور خلافت میں اس کو ترک کیا اور عمر کے مرنے کے بعد پھر دوبارہ ان دو رکعتوں کو پڑھنا شروع کیا، ان سے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے جواب میں کہا : جو بھی اس نماز کو پڑھتا عمر اس کی پٹائی کرتا ۔

الصنعاني، أبو بكر عبد الرزاق بن همام (متوفاي211هـ)، المصنف، ج 2، ص 433، تحقيق حبيب الرحمن الأعظمي، ناشر: المكتب الإسلامي - بيروت، الطبعة: الثانية، 1403هـ؛

إبن حزم الظاهري، علي بن أحمد بن سعيد أبو محمد (متوفاي456هـ)، المحلى، ج 3، ص 3، تحقيق: لجنة إحياء التراث العربي، ناشر: دار الآفاق الجديدة - بيروت.

عمر کا اپنے گھر والوں کے ساتھ شدت پسندی سے کام لینا :

عمر کا اپنے گھر والوں سے سخت اور شدت پسندانہ رویہ مشہور تھا، سب اس کو جانتے تھے اسی لئے عمر کسی عورت اور لڑکی سے رشتہ مانگتا تو عورتیں عمر کے ساتھ شادی کرنے سے کتراتیں تھیں اور ان سے شادی کو پسند نہیں کرتی تھیں ۔ ذیل میں اس کے دو نمونے۔

عتبہ کی بیٹی کا عمر سے شادی سے اجتناب:

بلاذری، طبری، ابن اثیر اور ابن کثیر کے نقل کے مطابق جس وقت یزید بن ابوسفیان دنیا سے چلا گیا تو عمر نے اس کی بیوی ام ابان کہ جو عتیبہ کی بیٹی تھی، سے شادی کرنا چاہا تو اس نے قبول نہیں کیا اور کہا :

لأنه يدخل عابساً، ويخرج عابساً، يغلق أبوابه، ويقفل خيره.

عمر بن خطاب منہ بنا کر چہرہ بگاڑ کر گھر میں داخل ہوتا اور گھر سے نکلتا ہے، گھر کا دروازہ بند کرتا ہے اور اپنی بیوی کو گھر سے نکلنے نہیں دیتا اور گھر والوں کے لئے اس کی نیکی اور دیکھ بال کم ہے ۔

البلاذري، أحمد بن يحيى بن جابر (متوفاي279هـ)، أنساب الأشراف، ج 3، ص 260؛

الدينوري، أبو محمد عبد الله بن مسلم ابن قتيبة (متوفاي276هـ)، عيون الأخبار، ج 1، ص 379؛

الطبري، أبي جعفر محمد (متوفاي 310ھ)، تاريخ الطبري، ج 2، ص 564، ناشر: دار الكتب العلمية - بيروت؛

الشيبياني، أبو الحسن علي بن أبي الكرم محمد بن محمد بن عبد الكريم (متوفاي 630ھ)، الكامل في التاريخ، ج 2، ص 451، تحقيق عبد الله القاضي، ناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الثانية، 1415ھ؛

القرشي الدمشقي، إسماعيل بن عمر بن كثير أبو الفداء (متوفاي 774ھ)، البداية والنهاية، ج 7، ص 139، ناشر: مكتبة المعارف - بيروت.

ابوبکر کی بیٹی کا عمر سے شادی سے اجتناب

عمر بن خطاب نے ابوبکر کی وفات کے بعد ان کی بیٹی امّ کلثوم کا رشتہ مانگا۔ لیکن ام کلثوم نے اس کو قبول نہیں کیا، عائشہ نے کہا : خلیفہ کی درخواست کو کیوں ٹھکراتی ہو ؟

جواب دیا : نعم، إنّہ خشن العیش، شدید علی النساء.

جی، کیونکہ وہ زندگی میں سخت گیری کرتا ہے عورتوں کی نسبت سے شدت پسندانہ رویہ رکھتا ہے .

عائشہ نے عمرو عاص سے چاہا کہ عمر کو کسی طریقے سے اس کام سے منصرف کرے، عمرو عاص عمر کے پاس گیا اور عمر سے گفتگو کی تو عمر نے جواب میں کہا :

امّ کلثوم ناز و نعمت کے ساتھ امّ المؤمنین عائشہ کے زیر سائیہ پرورش پائی اور -

... وفیک غلظة ونحن نهابک وما نقدر أن نردّک عن خلق من اخلاقک، فکیف بها إن خالفک فی شيء فسطوت بها.

عمرو عاص نے کہا : آپ شدت پسند ہو اور ہم آپ سے ڈرتے ہیں، ہم آپ کے اخلاق کو تبدیل نہیں کرسکتے ، اگر وہ کسی چیز میں آپ کی مخالفت کرے اور آپ اس پر حملہ کرے تو کیا ہوگا ؟

الطبري، أبي جعفر محمد بن جرير تاريخ الطبري، ج 2، ص 564، ناشر: دار الكتب العلمية - بيروت؛

الأندلسي، احمد بن محمد بن عبد ربه (متوفاي: 328ھ)، العقد الفريد، ج 6، ص 98، ناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت / لبنان، الطبعة: الثالثة، 1420ھ - 1999م؛

القرشي الدمشقي، إسماعيل بن عمر بن كثير أبو الفداء (متوفاي 774ھ)، البداية والنهاية، ج 7، ص 139، ناشر: مكتبة المعارف - بيروت.

ابن عبدالبر کے نقل کے مطابق ، امّ کلثوم بنت ابوبکر نے عائشہ سے کہا :

کیا تم یہ چاہتی ہو کہ میں اس سے شادی کروں کہ جو سخت مزاج اور زندگی میں شدت پسندانہ رویہ رکھتا ہے ؟!

پھر کہنے لگی :

والله لئن فعلت لأخرجن إلى قبر رسول الله ولأصيحن به

اللہ کی قسم اگر مجھے اس کام پر مجبور کیا تو میں ، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کے پاس جا کر بلند آواز سے فریاد کروں گا ۔

إبن عبد البر، يوسف بن عبد الله بن محمد (متوفاي463هـ)، الاستيعاب في معرفة الأصحاب، ج 4، ص 1807، تحقيق علي محمد البجاوي، ناشر: دار الجيل - بيروت، الطبعة: الأولى، 1412هـ.

ملاحظہ کریں کہ ایک کم عمر کی لڑکی ،ام کلثوم بن ابوبکر بھی عمر سے شادی کرنے کے لئے تیار نہیں ہے کہ جو اپنے والد ابوبکر کا دوست اور مسلمانوں کا خلیفہ ہے ۔

عمر اپنی بیوی کی پٹائی کرتا تھا :

اشعث بن قیس نے نقل کیا ہے :

صِفْتُ عُمَرَ لَيْلَةً فَلَمَّا كَانَ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ قَامَ إِلَى امْرَأَتِهِ يَضْرِبُهَا فَحَجَزْتُ بَيْنَهُمَا.

ایک رات عمر کے گھر مہمان کے طور پر تھا ،آدھی رات کو دیکھا عمر اپنی بیوی کو مار رہا ہے،میں نے اس کام سے منع کیا اور جب عمر اپنے بستر پر واپس آیا تو کہا :

فَلَمَّا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ قَالَ لِي يَا أَشْعَثُ احْفَظْ عَنِّي شَيْئًا سَمِعْتُهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُسْأَلُ الرَّجُلُ فِيمَ يَضْرِبُ امْرَأَتَهُ.

اے اشعث! رسول اللہ ص سے ایک جملہ سنا ہوں اس جملے کو یاد رکھو ؛ کوئی حق نہیں رکھتا کہ وہ کسی مرد سے یہ کہے کہ اپنی بیوی کو کیوں مارتے ہو ؟

القزويني، محمد بن يزيد أبو عبدالله (متوفاي275هـ)، سنن ابن ماجه، ج 1، ص 639 ح1986، بَابُ ضَرْبِ النِّسَاءِ، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، ناشر: دار الفكر - بيروت؛

المقدسي الحنبلي، أبو عبد الله محمد بن عبد الواحد بن أحمد (متوفاي643هـ)، الأحاديث المختارة، ج 1، ص 189، تحقيق عبد الملك بن عبد الله بن دهيش، ناشر: مكتبة النهضة الحديثة - مكة المكرمة، الطبعة: الأولى، 1410هـ؛

المزي، يوسف بن الزكي عبدالرحمن أبو الحجاج (متوفاي742هـ)، تهذيب الكمال، ج 18، ص 31، تحقيق د. بشار عواد معروف، ناشر: مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة: الأولى، 1400هـ - 1980م؛

القرشي الدمشقي، إسماعيل بن عمر بن كثير أبو الفداء (متوفاي774هـ)، تفسير القرآن العظيم، ج 1، ص 493، ناشر: دار الفكر - بيروت - 1401هـ.

اس قسم کا کی بات مسند احمد بن حنبل میں بھی نقل ہوئی ہے :

الشیبانی، أحمد بن حنبل أبو عبد الله (متوفی 241ھ)، مسند الإمام أحمد بن حنبل، ج 1، ص 20، ناشر: مؤسسة قرطبة - مصر.

قابل توجہ بات یہ ہے کہ اہل سنت کے بعض علما نے عمر سے دفاع کے لئے بیوی کی پٹائی والے الفاظ کو ہٹا دیا ہے:

صفت عمر بن الخطاب رضي الله عنه فقال لي يا أشعث احفظ عني ثلاثا حفظتهن عن رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تسأل الرجل فيم ضرب امرأته.

اشعث کہتا ہے : میں ایک رات عمر کے ہاں مہمان کے طو پر تھا تو عمر نے کہا :رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ سے تین باتیں مجھے یاد ہے تم بھی انہیں یاد رکھنا : ۔اگر کوئی مرد اپنی بیوی کو مارے تو تم اس سے یہ سوال مت کرو کہ کیوں اس کو مارتے ہو ؟

البیهقی، أحمد بن الحسين بن علي بن موسى أبو بكر (متوفی 458ھ)، سنن البیهقی الکبری، ج 7، ص 305، تحقیق محمد عبد القادر عطا، ناشر: مکتبۃ دار الباز - مکة المکرمة - 1414ھ - 1994م؛

المقدسي، عبد الله بن أحمد بن قدامة أبو محمد (متوفی 620ھ)، المغني في فقه الإمام أحمد بن حنبل الشیبانی، ج 7، ص 243، ناشر: دار الفكر - بیروت، الطبعة: الأولى، 1405ھ۔

چچا کی بیٹی کا عمر سے مشروط شادی :

عاتکہ بنت زید کہ جو عمر بن خطاب کے چچا کی بیٹی تھی یہ بہت خوبصورت عورت تھی ،اس کا پہلا شوہر ،عبداللہ بن ابوبکر تھا ۔ اس کے مرنے کے بعد عمر نے ۱۲ ہجری کو اس سے شادی کیا اور اس کی شادی پر ولیمہ بھی دیا ابن اثیر نے اس کو یوں نقل کیا ہے ؛

فلما خطبها عمر، شرطت عليه أنه لا يمنعها عن المسجد ولا يضربها، فأجابها على كره منه.

عمر نے جس وقت اسے کا رشتہ مانگا تو اس نے، عمر کی سخت مزاجی اور شدت پسندانہ رویے کی وجہ سے یہ شرط رکھی کہ وہ اسے مسجد جانے سے نہیں روکے گا ،اس کی پٹائی نہیں کرے گا ،عمر نے بھی نہ چاہتے ہوئے اس کی شرط قبول کی ۔

الجزري، عز الدين بن الأثير أبي الحسن علي بن محمد (متوفی 630ھ)، أسد الغابة في معرفة الصحابة، ج 7، ص 201، تحقیق عادل أحمد الرفاعي، ناشر: دار إحياء التراث العربي - بیروت / لبنان، الطبعة: الأولى، 1417ھ - 1996م.

ابن حجر عسقلانی نے اسی مطلب کو یوں نقل کیا ہے :

شرطتُ عليه ألا يضربها، ولا يمنعها من الحق، ولا من الصلاة في المسجد النبوي.

عمر اسے نہیں مارے گا ، حق کو انجام دینے سے نہیں روکے گا ، مسجد میں نماز ادا کرنے سے منع نہیں کرے گا ۔

العسقلاني الشافعي، أحمد بن علي بن حجر أبو الفضل (متوفاي 852 هـ)، الإصابة في تمييز الصحابة، ج 8، ص 12، تحقيق علي محمد البجاوي، ناشر: دار الجيل - بيروت، الطبعة: الأولى، 1412 هـ - 1992 م؛

الزرقاني، محمد بن عبد الباقي بن يوسف (متوفاي 1122 هـ) شرح الزرقاني على موطأ الإمام مالك، ج 2، ص 9، ناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الأولى، 1411 هـ.

عمر کو رشتہ دینے سے انکار اور مغیرہ کو رشتہ دینا :

ابن اثیر لکھتا ہے :

إنَّ عمر بن الخطَّاب خطب إلى قوم من قریش بالمدينة فردَّوه، وخطب إليهم المغيرة بن شعبة فزَّوجوه.

عمر بن خطَّاب نے مدینہ میں قریش کے ایک خاندان سے رشتہ طلب کیا ، ان لوگوں نے عمر کو رشتہ نہیں دیا ۔ لیکن جب مغیرہ بن شعبہ نے رشتہ مانگا تو اس کو رشتہ دیا ۔

الجزري، عز الدين بن الأثير أبي الحسن علي بن محمد (متوفاي 630 هـ)، أسد الغابة في معرفة الصحابة، ج 4، ص 173، تحقيق عادل أحمد الرفاعي، ناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت / لبنان، الطبعة: الأولى، 1417 هـ - 1996 م.

عمر کا اخلاق رسول اللہ (ص) کے اخلاق کے برعکس ۔

اس میں شک نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تمام انسانوں کے لئے نمونہ عمل ہیں ؛

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ. احزاب، آیہ 21.

یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ ص کی ذات میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے

اس آیت شریفہ کی روشنی میں حضور پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات تمام لوگوں کے لئے نمونہ عمل ہے ، زندگی کے تمام شعبوں میں آپ کا کردار اور رفتار سب کے لئے سرمشق اور آئیڈل ہے ، لہذا سارے مسلمانوں کو چاہئے کہ آپ کے اخلاق اور رفتار کو اپنے لئے نمونہ عمل قرار دئے اور ان کی سیرت اور کردار کے مطابق عمل کرئے ، آنحضرت کی سیرت اور کردار کے پہلوں میں سے ایک فیلمی کے ساتھ آپ کا طرز عمل ہے ، ہم ذیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا اپنے گھر والوں اور اپنے بچوں کے سے سلوک کے نمونے پیش کرتے ہیں

تاکہ یہ دیکھ سکے کہ خلیفہ دوم کا کردار آپ کی سیرت اور کردار کے بلکل مخالف تھا ۔

فیملی کے ساتھ اچھے برتاو کے بارے میں پیامبر اکرم (ص) کے فرامین :

آپ (ص) فیملی کے ساتھ اچھے برتاو کی سفارش کرتے تھے :

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا :

خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي.

تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے اہل و عیال کے ساتھ اچھا ہو اور میں اپنی فیملی کے ساتھ اچھا ہوں ۔

القزويني، محمد بن يزيد أبو عبدالله (متوفاي275هـ)، سنن ابن ماجه، ج 1، ص 636، ح 1977، باب حُسْنِ مُعَاشَرَةِ النِّسَاءِ، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، ناشر: دار الفكر - بيروت.

اسی طرح فرمایا :

خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِنِسَائِهِمْ.

تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنی بیویوں کے ساتھ اچھا ہو ۔

القزويني، محمد بن يزيد أبو عبدالله (متوفاي275هـ)، سنن ابن ماجه، ج 1، ص 636، ح 1978، باب حُسْنِ مُعَاشَرَةِ النِّسَاءِ، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي، ناشر: دار الفكر - بيروت.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عورتوں کو مارنے والوں سے سختی سے منع کیا ؛

أما يستحيى أحدكم أن يضرب امرأته كما يضرب العبد، يضربها أول النهار ثم يضاجعها آخره.

کیا شرم نہیں کرتے ہو کہ تم میں سے کوئی اپنی بیوی کو ایک غلام کی طرح مارے ۔ دن کے شروع میں اس کو مارے اور رات کو آغوش میں لے ۔

الصنعاني، أبو بكر عبد الرزاق بن همام (متوفاي211هـ)، المصنف، ج 9، ص 442، ح 17943، تحقيق حبيب الرحمن الأعظمي، ناشر: المكتب الإسلامي - بيروت، الطبعة: الثانية، 1403هـ.

فیملی کے ساتھ آنحضرت (ص) کا برتاو :

رسول خدا (ص) فیملی کے ساتھ نیک :

أنس بن مالك کہ جو کئی سال تک آنحضرت کی خدمت کرتے رہے انہوں نے نقل کیا ہے ؛

مَا رَأَيْتُ أَحَدًا كَانَ أَرْحَمَ بِالْعِيَالِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

میں نے آنحضرت سے زیادہ اپنی فیملی کے ساتھ اچھا برتاو کرنے والا نہیں دیکھا ۔

النيسابوري، مسلم بن الحجاج أبو الحسين القشيري (متوفاي261ھ)، صحيح مسلم، ج 4، ص 1808، ح2316،
باب رَحْمَتِهِ (ص) الصُّبْيَانِ وَالْعِيَالِ وَتَوَاضُعِهِ وَفَضْلِ ذَلِكَ، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، ناشر: دار إحياء التراث
العربي - بيروت.

ابن ماجہ میں یہ روایت ہے :

وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي.

اپنی فیملی کے ساتھ اچھا برتاو میں ،میں تم سب سے بہتر ہوں ۔

القزويني، محمد بن يزيد أبو عبدالله (متوفاي275ھ)، سنن ابن ماجہ، ج 1، ص 636، ح 1977، تحقيق محمد
فؤاد عبد الباقي، ناشر: دار الفكر - بيروت.

فیملی کے ساتھ نرمی سے پیش آنا :

عائشہ نقل کرتی ہے :

كَانَ أَكْرَمَ النَّاسِ وَأَلْيَنَ النَّاسِ وَأَحْسَنَهُمْ خُلُقًا وَكَانَ رَجُلًا مِنْ رِجَالِكُمْ وَكَانَ بِسَامَا ضَحَاكًا.

آپ اپنی فیملی کے ساتھ سب سے زیادہ کریم تھے ،سب سے زیادہ نرمی سے پیش آتے، نرمی سے پیش آتے ۔سب
سے زیادہ اخلاق سے پیش آتے ،دوسرے مردوں کی طرح ایک مرد تھے اور بہت زیادہ تبسم اور خندہ پیشانی سے
پیش آتے ۔

هناد بن السري الكوفي (متوفاي243، الزهد، ج 2، ص 598، تحقيق عبد الرحمن عبد الجبار الفريوائي، ناشر: دار
الخلفاء للكتاب الإسلامي - الكويت، الطبعة: الأولى، 1406ھ؛

الآجري، أبي بكر محمد بن الحسين (متوفاي360ھ، الشريعة، ج 3، ص 1496، تحقيق الدكتور عبد الله بن عمر
بن سليمان الدميحي، ناشر: دار الوطن - الرياض / السعودية، الطبعة: الثانية، 1420 هـ - 1999 م.

آپ صلی اللہ علیہ و آلہ نے کبھی اپنی بیوی کو نہیں مارا :

عائشہ سے نقل ہوا ہے ؛

عن عَائِشَةَ قَالَتْ مَا ضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ بِيَدِهِ وَلَا امْرَأَةً وَلَا خَادِمًا.

رسول خدا (ص) نے کبھی کسی خادم اور عورت کو تکلیف نہیں پہنچائی اور کسی کو نہیں مارا ۔

النيسابوري، مسلم بن الحجاج أبو الحسين القشيري (متوفاي261ھ)، صحيح مسلم، ج 4، ص 1814، ح2328،

تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقي، ناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت.

سؤال:

کیا خلفا ثلاثہ کا کفار اور مشرکین کے ساتھ رفتار کو دیکھنے کے بعد یہ کہنا صحیح ہے خلفا «اشداء علي الكفار» تھے ؟

اسی طرح مسلمانوں کے ساتھ ان کے رفتار کو دیکھنے کے بعد کوئی یہ کہہ سکتا ہے یہ ، «رحماء بينهم» تھے .

نتیجہ:

یہ آیت خلفا ثلاثہ کو شامل نہیں ہے ؛ کیونکہ خلفا نہ «اشداء علي الكفار» تھے اور نہ ہی «رحماء بينهم»؛ تھے ۔ لہذا اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کے گھر پر حملہ کا انکار نہیں کرسکتے ..